

نام کتاب: مجملہ نقل فی تفسیر المعز و المنزل
مصنف: مفتی شیخ الہند محمد حسن دہلوی
مقام اشاعت: سادھوروہ
ڈی وی ڈی نمبر -
نمبر محفوظات - ۱۰
نمبر کتب خانہ دارالعلوم دیوبند - ۲۳۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بعد از آنکه الیوم الشعام دین آیام حیات القیام باشد تا روز عیال الله
فصل الاول فی معرفت اربعه اقسام علم الهی =

جَهْدُ الْمَقْلِ

فتنویز ۶۶۸۴۹

المعبر والمزور

این کتاب تصنیف شد در ماه رجب سنه ۱۰۸۰ هجری
در شهر کربلا

بإتمام العبد السليو الجلي محمد الدهر بن يحيى

الطريق إلى دار القبر هو

مصلحت کو سمجھتے جو کہ اسم جمالی میں پروفیسر صاحب سمجھتے ہیں وہ ان کا خیال
 پر مصلحت اس اسم کا واسطہ نہیں ملتا مگر یہ سمجھتا ہے کہ جو رسالہ پروفیسر صاحب
 میں ترتیب دیا جائے وہ تو حاکم الکریم کے اور جو رسالہ خیر علیہ السلام میں لکھا جائے وہ
 اس خطاب سے محروم ہے اور چاہتے دانتے جانتے ہیں کہ بعض دوا میں خیر علیہ السلام
 کی وجہ سے داخل ہوئی کئی خاص وقت سے اس سلسلہ کی تحقیق میں مگرم ہتھے کہ جو وقت
 ایک بتوں شخصے ہوا کی اس میں صاحب کے دشمنوں کو بھی کسی شخص کی خبر پڑتی نہیں
 حال سالہ کو رو کر دیکھ کر یہی حال میں مانی کہ بنام خدا رسالہ اول کے جو ایک ساتھ ہوا
 ثانی کی باقیوں کا بھی جواب لکھا جانا مناسب ہو کر کوئی حضرت کے لانا نہ تھا صد علیہ السلام
 ان کے اجتماع کے مقابلہ میں آن لکھیں کہ جس قدر رسالے مرتب ہوتے ہیں ان میں
 فاضل کا پیوری اور پروفیسر کا پیوری کا رسالہ اعلیٰ اور فاضل ہونا چاہئے اور یہ ہونا فاضل
 ان جگہ میں مل ہی ہو ورنہ اس کا بھی میں مضر حد تک ہی بہا رہے پھر اس کی
 خیران و پیچیدہ اور بعض مرتبہ میں سے جو اس بار میں سبیل سمجھتے ہیں وہ تو اس
 قابل ہی نہیں کہ کوئی فانی کو کہہ سکیں کہ فاضل کے جواب لکھنا تو بہت مشکل ہے اور
 یہ بعض اور جو جو حالت صاحب متذکرہ سے فرو گذاشت ہو گئے تھے صاحب
 محال ہے ان کی تکمیل کر دی ہے اسلئے ناظران میر کی خدمت میں الیاس سے کہ
 دو ملاں حضرات نے اپنے آپ اشارت دے رکھے تھے جس قدر دلائل عقلیہ و نقلیہ تحریر ہوئی
 ہیں ہر اشارت صاحب کا جواب اب اشارت میں عرض کریں گے اور جس قدر اشارت
 دو ملاں صاحب نے ہمارے دلائل پر پیش کئے ہیں ان کا جواب بنام خدا اس
 باب میں عرض کر رہے ہیں یہ دلائل جو کہ ہم نے اپنے رسالہ میں بیان ہی ہو کر
 کئے ان پر اعتراض ہو گئے ان کی جواب دہی ہر چند بروئے انصاف ہوا ہو
 پر نہیں لیکن ہر صاحب متبع ہونا یا اعتقاد بنظر لکھا خطا ہر مرتبہ میں بعض ان کا قدر
 کا بھی جواب دیا جائے گا خوف طول فرموتا کر اشارت اولیٰ والا ایک صاحب نے کہا
 امر کوئی بیان کرے کہ یہ کہہ کر اس تحریر سے قصور و غلطی نہ ہو کہ اشارت ہر کسی

دوسری تحریر کی تائید کر لی لفظ اذعان عرض اسلی نہیں اس لئے جواد لای خیر العالیین
 جواب دینا تو ہم کو ضرور ہے لیکن ہم نے ان اعتراضات مخالفین کے انہیں میں فقرات
 جواب دینا کافی ہے جو ہماری دلائل پر پیش کئے گئے ہیں اگر ارشاد الحق بعلمو کہ
 ہمارا اور من و باور دینی ولایت اقدس الوتہ بالحق ہے اور دوسری جانب کی طرح دینی تو
 ہونا اپنی کچھانی اور گمانی ہے ہم شاید اسے دو مقولوں کے مقابلہ میں کہ ایک
 اپنے آپ کو مدوم الظہیر جانتے ہیں ایسے لیکن ان کے فکر اٹھانے کی حرارت نہ کرتے
 ہوا تو پیشی الالباب اور جاری تحریر میں مختلف اول سے علامہ کا پیوری صاحب متذکرہ
 اور مختلف ثانی سے فاضل کا پیوری صاحب متذکرہ اور ہر دو میں اور بھی لایق العلماء
 ہے کہ جتنے امور مدعہ میں ہم لکھتے ہیں اور اب اول میں جس قدر دلائل نقلیہ
 و عقلیہ ہر مرتبہ بیان کئے ہیں ان میں سے لفظ ایک ایک دو دو امر پر موقوف
 نے بحث کی ہے باقی دلائل یا انکو پیش نظر رکھتے یا انکو پیش دہی رہے یہ صاحب
 اعتراض نہیں کر سکتے اگرچہ ان کی لایق معلوم ہوتا ہے کہ کلام اول میں مدعہ نظر کے سر
 مخالف ہے جس کے یہ صاحب مدعی ہیں اور اس کے دوسرے کا انہماک مخالفت
 اول شدہ دوسرے ساتھ اپنے مخالفین پر لگتا ہے جس سوال میں ہم انہیں چند الزامات کا
 جواب عرض کر رہے ہیں کہ یہ عجیب عرض بیان نہیں امر کا فقط جواب دینا ہر جو
 مذکور ہے اس کے بعد یہ مناسب ہوگا کہ بیان کیا جائے کہ سوال اول کو فاضل
 کے قول میں ایک اعتراض جواب بطور دفعہ میں بیان فرمایا جو اس کی عبارت بعینہ
 یہ ہے قولہ اور اگر کہا جائے کہ کذب و بیشک نقصان اور محال ہے مگر امکان
 کذب ایسا بعینہ تو یہ بعینہ ایسی بات ہے کہ کوئی کہے کہ جمل و خبر و عجز و صفات روئے
 از محال ہیں اگر ان کا امکان محال ہیں اور یہ دوسری سلطان ہے علاوہ اس کے عقلا
 کے نزدیک یہ مدعہ ہر مرتبہ ہے کہ امکان محال محال انتہی اقوال بتوفیق اللہ
 ناظران میر جانتے ہیں کہ صاحب متذکرہ کا جواب یہ حقیقت میں ہمارے مدعہ ہر مرتبہ
 و عرض کے کہ یہ کہہ کر اس تحریر سے قصور و غلطی نہ ہو کہ اشارت ہر کسی

و حال ہے اور قدرت علی الصباغ مسلم علی حق اور موجب کمال ہے اور اسکی تدبیریں
شرع حلال کی عبارت میں پیش کی گئی ہیں جس میں جملہ حقوق و اقدار علی القیاسہ کے اندازہ
بصورت و رعایت المصالح و مخرج ہو و بعد از ملاحظہ کثرت کے بعد باحوال میں جو مصلحت
عبارات ملتا ہے اسے ملاحظہ کیا جائے کہ اس میں اساتذہ اور اساتذہ اور دیگر بزرگواروں کی
ملاحظات و مشق و مقام و حق و کی عبارت میں اختلاف عجیب کو پاؤ گے و ردیہ کہ ہمارا جو
جگہ چند بار نقل میں اس کی تصریح بھی ہو چو ہے کہ یہی قول امین اور اولیٰ علی التقریر
ہے۔ باب اول کا ملاحظہ فرمائیے اور بعد از ملاحظہ معصوف جواب مذکور میں فرمائیے کہ
کہ اختلاف عجیب اور اس ردیہ کا صدور اور امکان و اولیٰ حال میں جو صاحب تصنیف
نے نہ ہمارے عبارت مشرق کو کچھ جواب دیا اور بعد از نقل اپنے مفیدہ دعا یا علی
بلکہ اپنے خرد اور اس کے خلاف اپنے خیالات و دستجات اس پر جماعت کر کے دو امور کو
متقابل میں بیان کئے۔ اول تو بطور الزام فرمایا کہ اس صورت میں جملہ بزرگواروں کی
پہلی یہی کہنا ہوگا کہ مثل اختلاف عجیبہ و اولیٰ حق و مقدور باسی اور مرتبہ الصدور میں
حاکم و جلیل بحر صفت و دیگر کا قناعت و اولیٰ اسلام و بیسی ہے ہمارا جواب ردیہ
و انصاف و حسب قرار و اختلاف معصوف تو ہمارے طرف سے جو انصاف علی
میں جن کی طرف اہل اشارہ و کلام یا چون اور اگر گمراہی یا غفلت میں ملاحظہ متغیرہ
ہے خیالی الزام اور عقلی تشبیہ کے یہ دو مقام علی مرتبہ میں کے قول کو مردود و
باطل فرمائیے کہ جہت تدوین تو یہ ہو سکتا کیا جواب کہ جو امر جن کے نزدیک ایسا مسلم
تھا کہ اسکی پابندی کی سب کو پابند کی گئی تھی۔ خود اس کی پابندی کیوں نہ فرمائی۔
اور ایسے جملہ اساتذہ کیوں نہ جملہ کیا۔ علاوہ ازیں ملاحظہ کئے اس الزام خیالی سے نظر
تحریر و اصناف عبارت علیا و تحقیق میں کوئی عثمان پر مشرعبہ نہیں جوتاہ کیا
جو ہم میں کرے گا ہاں ملاحظہ فرمائیے کہ اساتذہ میں جس کے امور ملاحظہ کرنے کے
بعد یہی مرتضیٰ جو ایسا کر دیکھ کر ایمان کی سنت کا باقی ہے کہ جو علم علیہ اگر
مطلق انسان یا فی ہر جہت سے اور اسکی کجی کا مطلق خیال نہیں چاہیے ہر جہ

اور مکمل ہو کر ایک دفعہ سنت سے خارج کر کے مردار بنایا جا تا ہے جس میں کلمہ تحریر نہیں
کی جا تا ہے یہی سب سے ملوک ان حضرات کی طرف سے ہے مولانا محمد اسماعیل صاحب
شاہید کے ساتھ ہوا ہے اس کے بعد ہم نے اپنی بات کو کلمہ سے خیرین کے کوال
کے ذریعے سے پورا ثبوت کے ساتھ دیا تو بظاہر انصاف و حسب تسلیم تعاف بگو
ایسی جواب کی ضرورت نہ تھی مگر وہ ایمانداروں کی طرف سے کلمہ کے بغیر ہی لازم ہو گیا
لانکہ یہ جواب ہے کہ اگر ہم اس کو ثابت دے دیں تو اس کے بعد باقی انصاف و
تسلیم کو قیاس سے کہیں نہیں سار کا ایسی ہی جواب بان صاحب تشریح میں لکھا کہ اگر کوئی
بالذات اور بغیر خدا و رباری بھی ماہمانے اور اس کے اثبات کے لئے قبل و عجز
کی مثال پیش کی جائے تو کثیفہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تذبذب طالع اور ضعف
عقل کی وجہ سے اسراں اسراں اور عدم انزال شب وغیرہ کو قیاس سے انصاف و حسب تسلیم
بلکہ مستحسن اور مجرب مقدمہ بھی کہلائیں گے۔ حالانکہ اسراں اور تذبذب اہل سنت کو صحیح
محال ہے۔ یہ دوسرے صاحب تشریح نے اپنے رسائل میں اسراں سے اسراں تذبذب طالع
اور ضعف عقل کی کثیفہ بالذات یا ماہمانے اور سب پر روشن ہے کہ معتق بالحق القیاس
ہونے کے ساتھ ہی خدا و ربان وقت و ہر ماہ ہے تو حسب صاحب تشریح کے
ارشاد کے موافق بھی یہی واقعہ ہو گیا کہ ضعف و شرک وغیرہ جو دو چیزیں اہل القیاس
کے ہی منہ سے ہوتی ہیں تو ان کے ارشاد کے موافق یہ تفسیر پیدا ہو سکتی کہ
کلمہ کہ جب کلمہ تحریر و صفات و رویت و محال ہیں مگر ان کا امکان محال نہیں اور کلمات
موسوت کے الزام فقط اس قدر ہو رہی ہیں کہ ان کو کلمہ بلکہ تذبذب تعاف تحریر میں ہی
نہی الٹا ہی نہ ہو جائے تو حسب مولوی صاحب مروجہ تفسیر القیاسی اس الزام
سبابت کی کوئی صورت نکال لیں گے اس وقت ارشاد و خود کو کلمہ ہی لازم ہو کر
سے ہی اس مزید چاہیں گے اور سناچی بارات کی صورت ہم کو مل جائے۔ اور
جو اس نتیجہ سے مستعد رہے تو سنت سے جو عقلا کہنے کو ایک مسلم کہ کلمہ نہ نکالنا عقلا و
وہ مقدمہ میں کہیں کہ ان کے پاس نہ رہے مسلم الثبوت میں فرماتے ہیں انصاف

علی الشیخ قدوة علی حذوہ الہدی اور یہ بھی مسلم ہے کہ صفات حقیقہ قدرت
 قدیم سے خارج اور صفات غلیظہ اور افعال بدیہیاتی و تخیلی و اعتباری میں خاصہ محدود
 کتاب میں با تفصیل عرض ہو چکا ہے تو اب ہمیں بالبدانہ سمجھ جائیگا کہ علم قدرت
 پر جو اصناف حقیقیہ ذیلیہ ہوتے ہیں وہ ہیں جو علم قدرت کے اعتبار سے
 جن میں جو بھی مقدار والی کے موافق محدود و ممکن نہیں ہیں اور نہ صرف ممکن لفظ
 علم کے اوصاف کو کہ بتنا و عینیہ جو کہ صفات ذاتیہ سے خارج اور افعال میں داخل
 ہیں تو وہ وہ ثانیہ کے مطابق ان غلیظہ امور اور ان کے حدود کو ممکن و محدود یا ممکن
 پر ہے کہ جس کا غلیظہ امور کو تلف موصوف کا جواب نہ کہ میں جن میں جو محدود
 ہے نہ تیس علیہ بنا و است نہیں اور ایک کے امتناع ثانی سے دوسرے کو
 متشخص بالذات بنانا باطل ہے بلکہ ہمیں یہ ظاہر ہو جائیگا کہ حق ہی ہے کہ صفات حقیقیہ
 کے اعتبار سے ممکن بالذات اور صفات غلیظہ اور اوصاف اعتباریہ کے منہ اور
 کہ مقدار ممکن و ممکن بالذات کہا جائے کہ نواف موصوف کا باوجود و قوی و است
 نظر ہے اور میں فرق نہ کرنا کیا عرض کر دوں کہ کس قدر تعجب یہ ہے کہ اس جواب
 اور اسی کے بعد نواف کے لئے اسکان کہ کہ یہ بطلان حقیقیہ ہے اسکان ان افعال
 کو پیش کیا ہے۔ اہل تصاف کے نزدیک اس قابل نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو جواب
 میں خامہ رسائی ضروری ہو اور قابل استفسار یہی امر ہے کہ نواف حق نے تصنیف
 نہ کہ وہ میں لفظ محال سے کوئی محال کہ وہ اپنے کے اعمال ذاتی راو ہے تو ہم کو کیا
 پیش کرتی ہے ہم کو کہ محال بالذات کہتے ہیں اور استدلال مرقوم سے یہ ظاہر
 کہ محال بالذات کا اسکان محال ہے اول کہ بتنا و عینیہ کا اسکان ذاتی ثابت نہیں
 ہے کہ میں یہ نہ کہ وہ کوہ نہیں کہتے کہ سب جانتے ہیں کہ امتناع ذاتی کے ثبوت
 کے بعد کوئی محال عرض نہ کہ وہ متزیہ نہیں کہ اسکان سے اور نہ محدود نہ کہ وہ کو
 جواب میں بیان کرنے کی حاجت اور اگر لفظ محال حقیقیہ نہ کہ وہ میں محال بالذات کو بھی
 شامل ہے تو یہ شک برائے انصاف و نواف متزیہ کے اثبات مدعا کرنے

یہ ایسی دلیل قوی ہے کہ تمام سالار میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں کہ اس صورت میں ہی
 خدائی علیہ نظر ذاتی ہے کہ اول کہ محال عقل کا خلاف لازم لایکا کیونکہ صاحبان مش
 بائیر کے لئے ممکن بالذات ہونا ضروری تسلیم کرنے کوئے ہے۔ دوسرے حسب
 مصرعہ سابق خلاف علم و اجتہاد ذاتی عقلی اور عدم ارسال عقل ضروری کے اسکان ذاتی کو
 دست برداری کرنی چاہی جو نہ ہر علم عقل کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ بالاجملہ یہاں
 ذاتی صفات و اعتباریہ صفات غلیظہ کے عدم حق سے شہادت ہوتی ہے کہ میں کوہ محدود
 کتاب میں با تفصیل عرض کر چکے ہیں مگر انصاف معلوم ہو گا انصاف و افعال موصوف
 حدیث کو کہ بتنا و علم جنل و قدرت و مجز پر کہ ذاتی و ذوقانے اور ماہران ممکن ہی
 ہو کہ وہ اس کی تصدیق نہ کرے مگر اس حق کے لئے وہ بتنا و افعال میں ہیں اور شہادت پر
 یا نتیجہ فی نفسہ ہر قدر جواب دہاری ہیں البتہ چنانچہ افعال کا کوہ کا حقیقی تغیر فی و اعتباریہ
 پر موقوف اور اسکو تصدیقی سے مثل حرکت و انتقال و احوال و مشرب و غیر وہ اس مرقوم
 سے شہادت ہیں اور صفات عدل و خلاف حدیث پر کوہ تغیر ذات کو تصدیقی نہیں مگر وہ
 عموم نہ کہ وہ میں و افعال ان کے محدود یا ممکن یا نہ کہ وہ جو عرض امتناع علیہ اور
 متشخص الصدور سے جائز ہے کہ وہ مطلوب چنانچہ ہر قدر کتاب میں یہ علم با تفصیل
 کے ساتھ مدلل عرض ہو چکے ہیں جب میں سے فراغت پائی تو اب یہ عرض ہے کہ
 جس قدر و احوال نقیض ہے اب اول میں بیان کرنے میں ان میں سے کسی عبارت
 پر ان صاحبوں نے ہر جہت قدح میں کیا قطع ایک عبارت جس کو اقص پر جو کہ
 سید سمد نے بحث خطاب میں بیان فرمائی ہے ہر دو علم نے اپنی حق قسم
 کے مطابق اس کے جواب دے دیے ہیں مرقوم ہے تو یہی ہے کہ علم اول عبارت
 نہ کہ وہ سے ہر اس استدلال کرنے کو ممکن طرح سے رد فرمایا ہے اور علم ثانی نے
 قطع عبارت سید سمد کی تحلیل نہ کہ ہر اس استدلال سے چھپا کر کیا ہے۔ سہ اول
 اس عبارت کو لکھا ماسوں اس کے بعد علم مرقوم عبارت و ذکر نہ کہ عبارت تو یہی
 ہے جس میں سید صاحب نے اہل سنت کی دلیل پر سے اعتراض اٹھا دے کے لئے

کذاب اور خلافت کو مقدم رکھ کر ایسا ہے وہ بالافعال انا نقول استعملہ منوعہ کہیں
 وہما من الممکنات البقی تسمیہا لحدودہ تعالیٰ چنانچہ عبارت بتناہوا
 باب اول میں ہر جہت سے اور عبارت مذکورہ سے بالترجیح خلافت و کذب کی مقدمت
 و امکان ظاہر ہو چکا ہے اب شے اس کے جواب میں اول تو مرفعت اول پر فرماتے
 ہیں کہ یہ جواب سید سے ہے اہل سنت کے مذہب کے موافق نہیں ویلکالاول
 مستتر کے مذہب کے موافق جواب یہ ہے چنانچہ ان کی عبارت بعینہ یہ ہے قولہ
 بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید صاحب نے بالراوی جواب دیا ہے چونکہ بعض مستتر
 کذب باہمی کو ممکن کہتے ہیں اور قدرت کے تحت میں داخل کرتے ہیں اسلئے مستتر
 کے جواب میں ایسا کہایا اسلئے کہ مراد سے انصاف اس جواب کو لازمی قرار دیا جائے گا
 اور شے سے دونوں طرح خلط ہے ظاہر کے موافق خلط ہونے کی توہین و جہے کہ سید
 صاحب کی عبارت میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ سید صاحب
 اپنے مذہب کے خلاف جواب دے رہے ہیں بلکہ صاحب ذوق سلیم اسلوب کلام سے
 بالراویہ سمجھتا ہے کہ سید صاحب جو کچھ اہل سنت کی طرف سے جواب دے رہے ہیں
 وہ ان کے مذہب کے مطابق ہیں ان فرما ہے میں علاوہ ان میں اصل ہی ہے کہ جو
 کلام مشکل سے صادر ہوتا ہے یا تو فقہ کی قرینہ صریحہ نہ ہو صدقہ مسلم سمجھی جاتی
 ہے اسلئے مرفعت مستزہد کا یہ احتمال کہ یہ جواب سید صاحب کی طرف سے لازمی ہے
 بلا دالت قرینہ مستزہد پر سے انصاف مستزہد کا ناگہانے چل کر مرفعت معروف
 سے ایک اور قرینہ اپنے مفید کا حتمی فرمایا ہے وہاں ہم ہی ظاہر کر دینگے کہ کذاب
 معروف کا تو ہم سے اصل ہے۔ اب بحقیقہ الام کو ملاحظہ فرمائیے کہ سید صاحب کی
 غرض اس مرتبہ میں ہے کہ کلام سنت نے جو استدلال مستزہد کا جواب دیا تھا اس پر
 امکان خلافت و کذب کا شبہ کسی کو پیدا ہو سکتا تھا اس لئے سید صاحب اس کا رد
 اس طرح فرماتے ہیں کہ کذاب خلافت کا استعمال ہی مسلم نہیں بلکہ یہ دونوں معروف
 کلمات ہیں تو اب ان کے امکان سے اہل سنت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا سو

اب جواب مذکور کو لازمی کہنا بالترجیح سید صاحب کے دعا کے خلاف معلوم ہوتا
 ہے اول تو سید صاحب کی عبارت سے فقہ امتنا ظاہر ہوتا ہے کہ اس اعتراض تکلف
 الوقوع کا یہ جواب ہو سکتا ہے۔ اعتراض مذکور کی پیش کرے اعتراض مذکور کی وجہ
 خصوصیت مستزہد کے ساتھ کوئی نہیں معلوم ہوتی تو اب اسلئے کیا کہنے مستزہد
 کوئی ہو جو خاص مستزہد کو لازمی جواب دیا جائے علاوہ ان میں حسب ارشاد صاحب
 مستزہد یہ مستزہد میں سے امکان کذاب کا قائل ہونا ایک لفظ مذکور دیا ہے اور شے
 مذکور و عقاب میں صحیح مستزہد سے نزاع ہے بلطف و دشن کو ملاحظہ فرمائیے
 اس بحث کی ابتدا میں فرماتے ہیں اوجب بقیمہ المعادۃ انما خواریم عفت اب
 صاحب الکبیرۃ چھ شامشا ہے کہ نزاع تو برج مستزہد سے ہے ہوا جواب
 الازامی سے قطعاً مزوریہ کی کوشاکی کی جاتی ہے اور اگر ان حملہ سے مکمل نظر لگے
 یا مرفوع من مکر صاحب مستزہد یہ جواب الازامی ہی ملان لیا جاسکتا ہے تو پھر کیا جواب کہل
 باعقل و حکم کے نزدیک جواب الازامی کے کوہضم ساکت ہو جائے کہ شریعت دعا فی
 نفس الامریہ کے لئے مفید نہیں ہوتا تو اول جواب مذکور جدید مخالفین کے لئے الازامی
 ہی نہیں سکتا اور اگر مرفعت موصوف کی خاطر سے فقط مزوریہ کے الزام پر
 قرأت کی کیا ہے تو پھر سید صاحب پر یہ اعتراض ہر گاہ کہ خلافت کے مذہب کے
 موافق آپ کے قول پر اعتراض مذہب کے کذاب کے صواب کے موافق تو کیا قول
 محال و باطل ہے یہی وجہ ہے کہ کلام دعا فی نفس علی سید صاحب کو کلام
 کے ہی میں سمجھتے ہیں کہ سید صاحب جو کچھ فرماتے ہیں مذہب اہل سنت کو مرفوع
 سمجھ کر فرماتے ہیں۔ تو اب سید صاحب بات کو ایسے عقل پر چل کر ناکہ جو قرآن و دلائل
 و اقوال ملت کے مخالف ہو اور پھر اسکو طاعت سبحان اکرم کروں دعیان متول
 ہی کا حصہ ہے اسلئے بعد مرفعت مستزہد اپنے دعوے کی تائید یہ جواب مذکور ہے
 الازامی ہر مٹنے کے شہوت میں وہ قرینہ پیش فرماتے ہیں قولہ اور اس کی تائید
 سید صاحب کے اس قول سے ہوتی ہے جو انہوں نے فرمودہ مزوریہ کے بیان

میں لکھا ہے ہم ہذا المزاریۃ ہوا بموسمی عیسیٰ بر صبیح المزار و هو
تلمید بشر اخذ الصلحۃ و تہد حتی سحر اہب المعتبر قال اللہ قاطر
علی انکذب و یظلم و لو فعل لکان الہا کا ذبا ظالمنا سالی اللہ عما قال
علو اکبیرا الہی ما قول و یہ لست بعین موافک بلکہ مطلب اعتراضات
کے پیش فرمائے سے یہ ہے کہ سید صاحب نے خود شرح موافقت میں دوسرے
موضع میں یہ فرق فرمادیا کہ کمال بیان فرمایا ہے اس میں صاف مروجہ کذب
و ظلم کا مقدمہ ہادی کا شمار دیر کا کذب ہے اور خود سید صاحب اس حقیقہ و فاسدہ
سے سخت بیزاری و شجاعتی ظاہر فرماتے ہیں تو اب اہل ہر گز کا کلام سابقہ متنزع
نہا میں جو کذب و غفلت کے بارہ میں یہ صاحب نے وہاں سے لکھنا نہایت
غریب ہے وہ سید صاحب کا مذہب کسی طرح نہیں ہو سکتا ورنہ سید صاحب کے
ہر دو قول متضاد ہر جائیں گے تو اب ہر وہ واسطہ فرمادیا کہ کذب کہنا مروجہ ہے
اور جواب مذکور کا مثنیٰ فرمادیا کہ قول کو قرار دینے بغیر کلام درست نہیں ہو سکتا بلکہ
استرساق میں جو عرض کرنا ہے اس کے لحاظ سے بعد ثبوت موصوف کا یہ لالہ
خیال غامض ہے و در گذر وقت نہیں لکھتا اول تو مقدمہ متنازع میں بزرگوار قول علماء
اعلام ہم ثابت کرتے ہیں کہ قدرت کے دو معنی ہیں اول جسے صفت قدیمہ جو
ہر ممکنات ذاتیہ کو اگرچہ متشعب یا بغیرہ کیوں نہ ہو مل شامل ہے دوسرے جسے تقدیر
جس کا ارادہ ہو کہ جس کے موافق ہر نامہ دوسرے اور متشعبات غیرہ یا وجوہ کا لائق
کے ہیں سے خلق ہیں تو اب ہم موافق موصوف سے پہچانتے ہیں کہ کونسی عبارت
مستقلہ میں لفظ کا مروجہ ہے اس میں کوئی قدرت مراد ہے اگر قدرت کہیں
آؤں میں ہے یا مثنیٰ لایعزم مراد ہے تو اس کی دلیل کیا ہے مگر دلیل خدا کے لئے نہیں
ہر جو صحت پر محبت ہو جس کا اور صاحب مخالف کا احتمال یا کی نہ چھوڑے نہ ہو کہ وہاں
یا اس میں متنازعوں سے کام لایا جائے یا اپنی عبارت کے موافق یہاں بھی کسی طرح
کھلی جان کر فرادہ القراءہ الکامل و اکثر استنبال سے مطلب برابری کی فکر

جہاں نہ ہادی اقصا کی شکست سے انکار ہے تو کوئی کھٹے انشاء اس آپ کو کسی طرح یا ہر
مقدمہ نہ ہو گا اور اگر بالسنی الثانی یعنی بالسنی الاخص مراد ہے تو ہمارے فالو ہر اس
موضع سے کہ یہ محاب عبارت مذکورہ کا یہ مطلب ہو گا کہ مزار کے نزدیک کتب
ظلمہ کو مقدمہ دینے مراد ہادی اور قابل فسادہ و شہادت واجب ثانی میں سے کہ
سید صاحب و ظلم عن ثبات الواجب کو کوئی امر مانع نہیں اور یہ امر حق کے نزدیک
الرجح باطل اور ایہ احتمال کے متزہ کے سوا اسرافت ہے بلکہ مقدمہ مذکورہ
سے جب یہ اعتراض ہو چکا ہے کہ قدرت و معنوں میں مستقل ہے تو اب تاقتیکہ
و موافق متزہ یہ یا مرثیت مذکور ہیں گے کہ ان کی عبارت مستقلہ میں قدرت بالسنی
اول مراد ہے اور دوسرے احتمال کی کنجائش نہیں اس وقت تک کہ حسب قاعدہ
سلفہ اخراج الاحتمال بطل الاستدلال ان کا استدلال قابل ماعت
ہو گا اور جب اس تقریر کو لحاظ کیا جائے کہ حکم بطریقہ شریعہ یا باول میں
لکھ چکے ہیں۔ تو انشاء اللہ ہر دو ہی انصاف فرمادیا کہ عامہ سمجھ سکتا ہے۔ اور
ان سکتا ہے کہ موافق متزہ یہ لالہ مزار کی مراد سمجھے میں دیکھو کہ کیا پھر
اس کی وجہ سے وہاں شہیدانوں کے موافقین کو کیا سبب صالحین کو جو درجہ پکارا
ار قاصد علی الفاسد کا اور انشا و دیکھا مقدمہ مذکور کے معنی میں ہم یہ بات ثابت کر چکے
ہیں کہ کذب و ظلم افعال مجرہ کے صدور میں نہیں رہ سکتے ہیں۔ ایک فرقہ متشعب کہتا ہے
بشرط لایعزم ذاتا اور متشعبات و طرح ممکن جہاں سے اور سید راہ و ممکن متشعب الصدقہ ذاتا
ہے یہ موافق متزہ یہ کہ جو حقیقت ثبات و عافیت در احتمال تکاب ہی رسائی ہوئی
ہیں کی وجہ سے مذہب نظامیہ اختیار کر کے حیل امل حق کو لا تر و در و دریا بنا یا سعادہ
میں صاحب سلم علی عبارت مذکور میں ملد و لو فعل لکان الہا کا ذبا ظالمنا سالی لکھ کر
اب سمجھ سکتا ہے کہ خود مریدہ تمام الصدقہ کے نزدیک امر قدیمہ کے صادق اور الواجب
و نہ کوئی کوئی امر مانع نہیں یعنی یہ قبح نہ قبح لایعزم میں سے متشعب یا لایعزم کہ
بہ صاحب انکار اور اسی کو متزہ یہ ہادی کی مخالفت سمجھتے ہیں اور میری اہانتوں کے

قبول فرماتے ہیں اب بھی کوئی خیال مانع ہو تو اتنا ہی تنگ دیکھ کر جواب دے کہ اگر یہ صاحب
حسب بیان صاحب تشریح یہ یہ بخیر کردہ افعال قبیلہ کو ممکن بالذات اور مستحب بالذات
میں اور بالذات سنت اور فرار ہے کہ نہ صاحب میں مخالفت بھی ضرور تسلیم کی جائے تو اب
اس کا یہ جواب ہو گا کہ صاحب اس موقع میں فرما رہے ہیں کہ مذہب کو نقل لاؤ لفظاً
اللہ عما قالہ علو اکبر و فرما رہے ہیں اور وہ موقع میں افعال قبیلہ کو باہر سے
الی قدرت اور صاحب ممکن بالذات اور مستحب بالذات قرار دے رہے ہیں۔ چنانچہ
عبارت میں شرح موانع کفایت کی اس اول میں مذکور ہو چکی ہیں مگر ترتیب میرے ذکر میں فرما
ہیں وقوع ہوا ان تفعیلہ تعالیٰ من الشر و القباہ لایکون الا سلب
قد رفقہ علیہا فہو فی ذلک لمن ہرہب من المطر الی المیزاب و ہو
موقع میں فرماتے ہیں تغافلہ و الفعل لوجود الصراف عندہ و ہو
القبیلہ و ذلک لا یمنع لعدۃ علیہ اسکے سوا اور بھی چند عبارتیں شرح موانع
کی گذر چکی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ شر و قباہ کمال سنت کے نزدیک ممکن
بالذات اور مقدر ہوا ہی ہیں۔ البتہ ہر وہ چیز مستحب و العبد و جو رہے ہو علی الاکثر
یہ مذہب بعینہ ہی ہے جو مولف تشریح یہ اپنے ذکر میں سے فرما رہے کہ صاحب فرما
رہے ہیں تو اب یا تو فرما رہے کہ مسلک اہل سنت و فرما رہے ہیں اس مقام پر یا تہید
صاحب کی کمال عبارت و فرما رہے ہیں یا وہ عبارت بعینہ عبارتیں تعارض ہو گئیں
وہ اتحاد اور تعارض و وہ فعل اہل عقل کے نزدیک ہر بھی ابطال میں اسکے سوا
مذہب مانع الی و نہ حضرت مشرکوں میں بھی یہ شہ ہو رہے اگر اہل سنت کے نزدیک
ان کو مقدر ہوا ہی کہ نہ شر و قباہ کی تقدیر تسلیم کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے
کتاب بخیر باقی اہل علم کو بھی فی تقدیر و ممکن کہنا ہو گا۔ جس کو صاحب تہذیب و تہذیب
کا مسلک سمجھتے ہیں اور ان کو کہ لفظ و باہر ہی نہ مانے تو اول تو مذہب اہل سنت
کے خلاف دوسرے وقوع کفایت تشریح کے قول کے معارض المعرض مگر وہ اصناف
ہر قدر شرح میں بات ثابت ہوتی ہے کہ شر و قباہ و عدل اہل عقل مقدر اور مستحب بالذات

ہیں اور فرما رہے ہیں کہ نزدیک ایسے ممکن ہیں کہ ان کے صدور کو کوئی غیر بھی مانع ہو
یعنی قسح بالغیر بھی نہیں اور اس صورت میں انشاء اللہ کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ
اقوال بلا تعارض اپنے موقع پر واجب التسلیم رہتے ہیں کمال شریف تشریح میں اس فقرہ
اس بات کو سمجھا دیتے تو سلف صالحین کو مگر مگر فرما رہے ہیں نہ جانتے اور اس عبارت
کو یہ صاحب کے جواب کے لادھی نہ مانے کی تہذیب میں نقل فرماتے ہیں اسکے بعد وہ فرما
قرینہ جو مولف موصوف لے یہ صاحب کے کلام سے اس کی تہذیب میں نقل فرما رہے
ہے یہ قول کہ اسی تہذیب صاحب کے کمال شریف میں ہی مذکور کیا گیا ہے جو
جو انہوں نے کہی تہذیب میں لکھا ہے وہ قول ہے کہ فلا یرد انہو و لا یجوز لہ تعالیٰ
والرسول لایحتمل الکنہ یہاں سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب کے
مذہب کا یہی تعالیٰ کی کلام میں کہ کتاب کا امکان نہیں اس جو صاف کلام کا جواب
مذکور ہوا مقدر لازم ہو چکا ہے کالی آخر اقول اہل غیر تو انشاء اللہ اقول
نظر میں سمجھیں گے کہ یہ تہذیب کتنی لغو اور بیوقوفانہ ہے بلکہ جو مولف کے مدعا کے
صحیح خلاف ہے اسی واسطے اسکے جواب میں غامض مانا کی گئے سے بھی کو کو
اہل جس کے صاحب معلوم ہوتا ہے کہ کیا صاحب نے دیکھتے ہیں کہ کفایت تشریح یہ اور ان
کے رسالہ کی فی تحقیق عمدہ کی تہذیب جو صاف دہشت قاتلہ میں ہی انہو کی قابل
جو حقیقت معادہ کی ستائش مذہب میں حقیقت شناسان معتدل و معتد و معتد
و مانع اب وہ ہمیت تقریفاً و تحریراً اس کثرت کے ساتھ سرگرم ہوتے ہیں کہ ان
مولف تشریح یہ اور کسی قسم کا صدور کیا دے سکے ہیں اگر تہذیب شناسان کی اس مسئلہ
فرمود حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ و السلامات بھی یہ نہ مانا ہیں تو یہ خیال ہر
بے حقیقت و دلیل لاف زشت ہے مگر نہ ہی عقل کے موافق وہ صاحب جو صاف کلام فرما
ہو ناظر اچھے غالی نہیں اسکے اول تو یہ من ہے کہ اہل حق پر تقدیر اور تقدیر
ظاہر و باطن میں یا مرد و عورت کو چاہے کہ کسی عبارت میں نسبت کتاب مذکور و قد
لفظ مستحب یا محال یا غیر ممکن یا غیر مقدور و ممکن کہ اپنے اثبات مدعا کی امید نہ کریں بلکہ

کسی قصص یا دلیل قابل تسلیم سے بھی ثابت کرنا ضرور ہو گا کہ امتناع و احتیاط سے
 امتناع ذاتی مراد ہے یا اختیار و جب امتناع اور محذور و غیرہ الفاظ کا یہ
 حال ہے تو اب مسئلہ لفظ اکلیل سے جو میر صاحب کی کام میں موجود ہے اس سے
 ذاتی سمجھ لینا نہیں ہو گا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جنک حق باطل میں تیز اور خطا و صواب کو
 کچھ بحث متوجہ حضرت مولانا شہید رحمہ علیہ کی کرامت یا ہمارا منقول کی غرضی
 یہ وقت ہے کہ یہ فیہی کے سید سے یہ کہ کسی ایسی ہی غراب کی جاتی ہے کہ اول
 منہ کو ال تو ایسے سے نکلا کر کہنے لگے تو غریب نہیں صواب نوافل تنزیہ
 اور ان کے عقولین کو لازم ہے کہ کسی دلیل قابل قبول سے یہ بیان فرمائیں کہ عباد
 مشقہ لوہن لفظ اکلیل سے امتناع ذاتی مراد ہے اور یہی ارشاد ہو کہ حضرت انبیاء
 کرام کی مصداقیت میں اہل سنت کے نزدیک امتناع بالقبول کیا امر ہے اور یہ
 ان کی نسبت مقدورات اور کمالات تورات میں صواب ہوتے ہیں یا مقننات
 تو یہ میں سے کہ ان کو قدرت قدیر سے بھی خارج کیا جائے گا سمجھ کر اختیار
 بہ اہل مراد ہے یہی حقیقتہ الحال کہ جو بی سمجھ ہے میں گزرتا لغت مصروف ہے اور
 مذکورہ کی تفسیر کر دیا ہو گئے۔ اس وقت انشاء اللہ مذکورہ فی صراحت تائید مذکورہ کی غرضی
 سمجھ جائیگا اور اختلاف موقوف ہے چنانچہ رسالوں میں عبارات مشرق میں عبارت
 دعا کے لئے نقل فرمائی ہیں وہاں نیز فرمائی کی عبارت میں جملہ الاعتیر وان
 دلت الدلائل علی صدقہ کلک نہ ممکن اذا لم یستقر علیہا اور تفسیر
 اور مسود کی عبارت میں جملہ والکن ب حال علیہ سمعنا ذہ دون غیرہ
 یہ منقول ہے جس سے صراحت معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی اس کے صواب و کذب اور
 نہیں متفق نہیں ہے تو اب ہر مسئلہ نوافل تنزیہ ہو جائے گا کہ حق و باطل
 مشقہ لوہن مع تفسیر کی صورت نکالیں کہ یہ کچھ تفسیر کی عبارت کا قول دعا تھا کہ
 امتناع کلام فقط نسبت الی ذات الباری ہے اور کہیں یہ امتناع محقق نہیں اور
 کہیں عبارت کا حسب مذکورہ نوافل تنزیہ دعا ہے کہ خبر صواب باری اور خبر قبول

دروازوں میں کذب متفق بالذات ہے اور یہ صیح کتاب میں ہے اور ہم سے پہلے تشریح
 شہر زکات تنزیہ دعا کا برہان کو مذکور کیا ہے اب میں حقیقت اکلیل سے جو میر
 صاحب کی کام میں موجود ہے اس سے جو میر صاحب کی کام میں موجود ہے اس سے
 ذاتی سمجھ لینا نہیں ہو گا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جنک حق باطل میں تیز اور خطا و صواب کو
 کچھ بحث متوجہ حضرت مولانا شہید رحمہ علیہ کی کرامت یا ہمارا منقول کی غرضی
 یہ وقت ہے کہ یہ فیہی کے سید سے یہ کہ کسی ایسی ہی غراب کی جاتی ہے کہ اول
 منہ کو ال تو ایسے سے نکلا کر کہنے لگے تو غریب نہیں صواب نوافل تنزیہ
 اور ان کے عقولین کو لازم ہے کہ کسی دلیل قابل قبول سے یہ بیان فرمائیں کہ عباد
 مشقہ لوہن لفظ اکلیل سے امتناع ذاتی مراد ہے اور یہی ارشاد ہو کہ حضرت انبیاء
 کرام کی مصداقیت میں اہل سنت کے نزدیک امتناع بالقبول کیا امر ہے اور یہ
 ان کی نسبت مقدورات اور کمالات تورات میں صواب ہوتے ہیں یا مقننات
 تو یہ میں سے کہ ان کو قدرت قدیر سے بھی خارج کیا جائے گا سمجھ کر اختیار
 بہ اہل مراد ہے یہی حقیقتہ الحال کہ جو بی سمجھ ہے میں گزرتا لغت مصروف ہے اور
 مذکورہ کی تفسیر کر دیا ہو گئے۔ اس وقت انشاء اللہ مذکورہ فی صراحت تائید مذکورہ کی غرضی
 سمجھ جائیگا اور اختلاف موقوف ہے چنانچہ رسالوں میں عبارات مشرق میں عبارت
 دعا کے لئے نقل فرمائی ہیں وہاں نیز فرمائی کی عبارت میں جملہ الاعتیر وان
 دلت الدلائل علی صدقہ کلک نہ ممکن اذا لم یستقر علیہا اور تفسیر
 اور مسود کی عبارت میں جملہ والکن ب حال علیہ سمعنا ذہ دون غیرہ
 یہ منقول ہے جس سے صراحت معلوم ہوتا ہے کہ ذاتی اس کے صواب و کذب اور
 نہیں متفق نہیں ہے تو اب ہر مسئلہ نوافل تنزیہ ہو جائے گا کہ حق و باطل
 مشقہ لوہن مع تفسیر کی صورت نکالیں کہ یہ کچھ تفسیر کی عبارت کا قول دعا تھا کہ
 امتناع کلام فقط نسبت الی ذات الباری ہے اور کہیں یہ امتناع محقق نہیں اور
 کہیں عبارت کا حسب مذکورہ نوافل تنزیہ دعا ہے کہ خبر صواب باری اور خبر قبول

او بعد استعین بر اوقات صرف سے کلام شایع بر اوقات کے مقابل جو کہ ہا ری
 مسئلہ میں جس قدر اہمیت تھی بر غزائے میں سب سے عمدہ جواب یہ ہے کہ اوقات
 سے دیکھنے تو روزانہ حالوں میں قیامت برپا ہوتی ہے اسے مثبت و عارضی
 کی ہیں ان سب میں یہ عبارت مشورۃً متفق و رافق جس قدر ان کو مفید ہے اس قدر
 عبارت مثبت و مشورۃً میں اس لئے نہ اسباب سے کہ اسکی اصل جہت ہوتا ہے ناظرین کے
 شایع بر اوقات و شرح عقائد و طالی و غیرہ کتب کلام میں مذکور ہے کہ مشورۃً و خارج
 صاحب کبیر و جہاد تو بر غزائے اس پر جواب کہ حق تعالیٰ پر واجب اور عفو کو مطلق نہ کہ
 میں بر اہل سنت اس جواب کے منکر ہیں بلکہ عدم وقوع عذاب کے عقیدہ کے فاضل
 میں مشورۃً و خارج کا یہ استدلال ہے کہ جب خصوصاً کثیر میں حق تعالیٰ شایع عذاب
 صاحب کبیر و جہاد کے جہاد کا مذہب ہوتا ہے واجب ہو گیا ورنہ صورت عدم عذاب
 حق تعالیٰ شایع کے کلام پاک میں کذب اور خلعت لازم آتا ہے جو کہ محال ہے اہل سنت
 دیکھتے جواب میں یہ فرماتے ہیں کہ اس استدلال سے غایت مانع الیاب یہ ثابت
 ہوتا ہے کہ عدم عذاب میں حق تعالیٰ کا شکر کے وقوع کی نوبت نہ آتی وجوب عذاب میں
 اقتناع عفو جو کہ عفو مشورۃً و خارج تھا اس سے ثابت نہ ہوتا اسکا خلاصہ یہ ہوا کہ
 غایت مانع الیاب ہوتا ہے مشورۃً و عدم خلعت و کذب یہ تسلیم کیا جائے کہ اگر ایک صاحب
 کبیر و مذہب ہوتا ہو اسکی شہرت کی کبھی نوبت نہ آتی کہ عفو متحقق نہ ہو عذاب اور عدم
 متحقق مشورۃً سے اول کا وجوب اور ثانی کا اقتناع جو کہ مشورۃً و مشورۃً و خارج تھا اگر
 ثابت نہیں ہوتا سب جہت میں یہ عقیدہ متحقق ہے کہ عدم عذاب متناع سے عام ہے
 کہ روزانہ میں کلام میں البتہ اگر ذہنیت اور وجوب و عدم ملکہ و متناع میں باہر سادات و
 کلام ہوتا ہے جو کہ مشورۃً و مشورۃً و خارج تو ثابت ہوتا اور استدلال مذکور اہل ہر ایک کے
 متناع میں اس جواب شرح مفاد شرح و توفیر کتب کلام میں موجود ہے شایع
 بر اوقات سے اہل سنت کی طرف سے اس جواب نقل ہوا کہ اگر مشورۃً و مشورۃً و خارج
 میں عقیدہ کذب کلام کلام مانع الیاب کو ثابت نہ ہو کہ ان کا عذاب کذب کو ثابت نہ ہو

جو کہ اگر کذب عدم تھا سب کبیر و کو ممکن نہ آیا تو نہ صرف مشورۃً و خارج کا بیان بلکہ
 مشورۃً سے واجب عقیدہ ہو گا چنانکہ اگر کلام شایع و مشورۃً سے اہل سنت کی کتب
 سے ہوا تو قول استعمال تھا عمدہ کتب و ہمام المسکنات الی نقیض علیہ اقل
 تعالیٰ انہی میں امکان نہ ہے کہ خلعت کا استعمال مشورۃً سے ہو کہ کذب خلعت ممکنات
 میں کہ حکم قدرت واجب شایع ہے داخل میں اور اس عبارت سے صاف ہمارا
 مانع ہوتا ہے کہ صاحب اس جواب پر محقق رحمۃ اللہ علیہ نے شرح عقائد و طالی میں یہ
 ترجمہ بیان فرمایا قلت الکذب نقصان نقصان علیہ تعالیٰ محال فلا یكون
 المسکنات ولا یعملہ قلہ اللہ تعالیٰ کمالا یستحق التقدیر و سائر وجوہ
 نقص علیہ تعالیٰ کالجہاد والعفو ونقص صفات الکلام وغیرہا من الصفات
 کمالہ انہی میں شایع بر اوقات کا کلام کبیر و کتب ممکن و مشورۃً و خارج سے صحیح
 کی ہو کہ کذب خلعت سے اور واجب تعالیٰ میں نقص ہوتا محال ہے اور عذاب اہل و
 و غیرہ و تعاض صفت کمالہ پر جو بعض تحصیل میں ایسے کی کذب و خلعت بھی ہو
 کی ممکن و مشورۃً نہیں ہو سکتے اور یہ عبارت مشورۃً و خارج کی فی صاحبان متناع ایسی
 ہو گا جو بے حجت معلوم ہو تی ہے کہ جیسے فریق اول کو سب صاحب کی عبارت مشورۃً
 اور مشورۃً و کلام میں ایسی ہی تھی لیکن عرض جواب سے پہلے یہ مانع ہے کہ کذب
 ایسے جواب اول میں دیکھا جائے کہ سب صاحب نے یہ جواب بطریق اولیٰ و مشورۃً
 و متناع میں بیان فرمایا ہے اور اس کے لازمی ہونے کی تاخیر میں شرح عقائد
 و طالی کی عبارت نقل کر کے اپنے حاشیہ میں بیان کیا تھا کہ صاحب پر چند
 مسئلہ نظر اس جواب از ای کو سب صاحب کذب کبیر و کتب میں شایع ہوتا ہے و مشورۃً
 جواب کہ اپنے محسن انتفاع سے خلعت صاحب نے جس سے کتب کی نظر
 بہت فرمائی تھی علامہ و آئی میں اس وجہ میں شایع ہوا کہ سب علم و توفیر
 و کتب کے ساتھ کذب ہو گئے اور جس اقبال کو توفیر ظاہر فرماتے تھے اور اس کے
 و جیسے پانچوں کو کہتے تھے توفیر سے علامہ و آئی میں کتب شایع ہوا کہ مشورۃً و مشورۃً

و شاید در این باره بیانات مختلف نیز می بینیم که جواب سید شریفی که لازمی است به نظر می آید
 عبارت کتبش کیا تھا کہ جواب صاحب نے فرمودہ اور ایک کے بیان میں مقرر فرمایا کہ
 اگر کسی کا جواب صاحب کے حق میں ہو تو سید شریفی کی طرف سے جواب دہی واجب نہیں ہے
 نیز مذکور کے اداوی ہوئے پر ان جبار کو رشاد مذکورہ شروع و خاتمہ و شرح و مبالغہ
 و سایر وہ چیز کہ سید صاحب نے فرمودہ ظاہر کے بیان میں مذکور ہیں اور باب اول میں نقل
 ہرگز نہیں ہے و بالخصوص اسی ہر حال میں کہ فرمودہ ظاہر کہ سید صاحب نے فعل بالانشائی و غیرہ کو
 غیر متقدّم کہتے ہیں اور اہل سنت متفق بالذکر فرماتے ہیں سو جب سب تصریحات
 اعلام و معلوم و محقق ہرگز کہ فرمودہ ظاہر خلاف اہل سنت کذب مذکور کے مبالغہ اور
 بیحد و بیکاف و غیرہ سے بچ کر ذکر خیال ہو سکتا ہے کہ حق و رسوا علی کذب مذکور کی
 نسبت خلاف حضرت علیہ السلام است لا ینکحون الکفاری و لا یتحدوا بکفرہ
 کا منکر فرمائیں جو نہ صاحب نیز سید کی تحقیق کے موافق ضرور یہ قول لازمی ہے اور
 یہی اصل حاصل کا چوتھی لئے طریقت و مرقعات اور غیرہ کی عبارت کو اپنی تائید میں
 پیش کر کے مختلف شافی جواب عرض ہو چکا ہے یہ ارشاد و کیا تھا انہوں نے اگر ان چیزوں
 کی نظر و توجہ ہو تو اس رد کے میں نہ رہتے ایسے ہی یہ اعتراض ہیں ان عبارت
 مستندہ و کتب کا یہ رد و غیرہ کو جو کہ باب اول میں مذکور ہیں یا وہ کہ اگر کسی صفت
 حاصل مذکور کا وہی حاصل ہوسا اگر ان صاحبوں کی نظر و توجہ ہو تو اس رد کے
 میں نہ رہتے عرض کرتے ہیں شعر کہتے ہیں کہ وہ نہیں ہو تو حق میں سبقت
 یہ کہ کچھ نہیں ہے کہ کاج کے کاہن کہہ رہے ہیں و سراسر جواب جو طریقت مذکورہ نویسد
 صاحب کے کام کا یہ بیان کیا تھا کہ بالضرر اگر سید صاحب کی نگاہ یہ قول ہو تو تصور
 اہل سنت کے عقائد سب اہل سنت قبول ہو سکتا ہے سو بعد میں جواب صاحب طریقت
 سے کام لے دیا تو انی کے قول کا سمجھنے اور رشاد مذکورہ طریقت مراد داخل ہوا انصاف
 کو یہ امر خود بخود ثابت ہو جائے گا کہ یہو اہل حق کا کیا مذہب ہے اور وہ مذکورہ
 میں کہنا و جوئے مبالغہ انکو شاید سب اہل سنت و مہارت سے مستند افضلہ سے منقول کی

کیفیت افشا تو جو عرض کر چکا میں اگر رشاد مذکورہ ان استلالات کی حالت تفصیل کے
 ساتھ بھی جو تحقیق کسی عرض کر دگا اس سے طریقت یا طریقت نیز سید صاحب
 صاحب کے قول کا قیاس جواب بیان کیا تھا محقق و دانی نے شیخ صاحب
 جلال میں سید صاحب کے قول کو رد و مبالغہ ایسے سو سی طرح ہی عرض کرتے
 ہیں کہ کذب مذکور کے انصاف و دانی کو بدست سے محققین کے رد و رد و بابت ہے جسکا
 دلیلی چاہیے عبارت متقدّم باب اول کو کہہ رہے ہیں صاحب جمہور کی رو عبادت کو کہ
 طریقت متقدّم نیز کہ طریقت رسالہ ستر کی ہے اور ان کے مدعا پر ان کے خیال کے
 موافق ایسی نفس نفسی ہے کہ کہ کوئی ان کے رسالہ کی بابت کسی مذہب کے منع کا کیا
 کہتا ہے تو منع نہیں بلکہ دلیلی عبارت سے پتہ چلتا ہے جو اس کی بابت نام نہ
 کا نام سید میں کا نہ انصاف علیہ و غیرہ کا محض کر رہے ہیں اور یہ اعتبار بابت
 میں اور استدلال کے قول میں افشا رشاد عبارت مذکورہ کی کیفیت بھی کا یہی
 بیان کر دیا گیا بلکہ اہل تحقیق کی اس تردید کی وجہ سے سید صاحب کا رشاد و
 یہاں خیال کیا جاتا ہے کہ فرمودہ انصاف ابن ہمام و غیرہ تحقیق کے مبالغہ و کذب
 میں موصوفہ کا قول بھی ہا غشورہ سمجھا جائیگا کہ جب یہ امر واضح ہو چکا کہ طریقت
 نیز سید صاحب کے تحقیق و توجہ کے بعد چوتھیں جواب کا ہی عبارت مستندہ کے مقابل میں
 بیان فرماتے ہیں وہی جواب صاحب کا ہی طرف سے ہا جس وجہ ان کی طرف سے موافق
 کی کی عبارت متقدّم کے ہو سکتے ہیں تو اب برائے انصاف ہم کہہ سکتے ہیں کہ جواب کی
 حاجت نہیں لیکن بظاہر یہ طریقت ان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ افشا و غیرہ لغزین
 بالتحقیق بیان کر کے جواب تحقیقی بھی جب وہ رد عرض کر دیا جائے گا کہ اہل
 مذہب چاہیں جو محقق و دانی جو فرماتے ہیں وہی عبادت فرماتے ہیں اور مبالغہ و کذب
 کہ ان کے قصور و مبالغہ غالباً مبالغہ میں ہوئی و رد قول علامہ مراد انی کے ہر کہ وہ کہہ رہے
 اور مبالغہ و مبالغہ کا جو سید شریفی نے فرمودہ مبالغہ یا ہے وہ سب کا ہے سو یہ چیز بھی
 علامہ و مبالغہ و مبالغہ کا ہے اس کا وہی اصل ہمارے مدعا کے خلاف نہیں ہے نہ

انک ان آیات و الاحادیث الواردة فی تحقیق الثواب و العقاب یوم الحشر
فلو لم یجب و جاز العبد من ماله و ملک و اب و ابن غلبه ان یؤخر
التوبه لا یتقرب الی العبد علی الله و الاستغفار فی ماله و ملک و اب و ابن
المدح عن هذا و السند صحیح و الخلف فی العبد بان لا یقع العذاب
و یستند علی ان الاشکال و کیفه ظاهراً و المذهب جواز الخلف الی غیره
سے صاف ظاہر ہے کہ اصل سنت جو کہ نفس بر حید کے خلاف ایسے قدم و مخرج
عذاب کے تحقیق کے قابل ہیں۔ ایسے اشکال و مذهب جو کہ عذاب متنازعہ ہیں
ہے جس سے عذاب نکلے و اصل سنت کا عنوان کے عذاب کے خلاف ہونا
نہیم کے نزدیک یہی علم ہوتا ہے کہ وہ ایسے ہی طلب بخش روا فی کا ہو کہ جو
اصل سنت یا جو وہ فعل یہی صاحب اس طرح عذاب اصل سنت کے موافق نہیں ہوتا
اور علامہ شفیق کا یہ ارشاد صحیح ہے کہ جو کہ یہ صاحب اس طرف سے یہ عذاب
ہے کہ ان کی بعض خطا ابطال استدلال معتزلہ و خارج ہے تو اس لئے تحقیق روا فی
سے عذاب اصل کی تعلیل و خبر و فی کمال دل و جہد فی الجواب ہونا کہ عذاب اول کے
انکسار و نہ جو چیز کی طرف اشارہ کر کے اور عذاب کا کل و خارج اس کے بعد بیان
فرمایا اس تحقیق کے بعد اشارہ شدہ ضعف و اصل مجملہ کہ کذب کا امکان ہے
کے ساتھ نہ جو چیز کی کچھ علامت نہیں اور کچھ خود وہ علامت جن طرف سے ہیں اور معتزلہ
رو فی کہ عذاب عذاب اول کی جو چیز اور یہ صاحب کے دفع و خل کی عذر کا یہ ہے
بیان کر فی مظہر سے اب اگر ہماری تفصیل بہر امان متحول کے نزدیک کچھ کچھ
تو چھ بار شعر۔ چہ شکی عنی فی اصل کو کہ عذاب شدہ شمس نام نہ و لہر خطا
و جہاں است۔ ہر جن نہ جی جی نہ جو کہ اور کہ جو نہ متحول ہاوی عن و نہ جو
قابل قبول نہ جو کہ چھ بار اشارہ ہو کہ علامہ صاحب متفق روا فی میں انکار قدرت
کے ساتھ اور ہے روا فی یا علی یا ہاوی عنش کے موافق اول میں روا فی و ثانی میں
فعلی و است کہ جو بار اشارہ و علامت صحیح اور انصاف کے ساتھ جو بعض خبر روا فی اور علام

چہی اور تعجب سے خود ہماری عرض و اصل کا یہی علامت ہے کہ یہ صاحب کی کلام
میں جو کہ ہاوی عنش کے کذب کا امکان ہے فی مقصد سے اور علامت تحقیق کی جو
فعلی کے کہ کذب کی عذر و شہادہ و امکان و ثبوت میں ہے جو عذاب اصل
کا جو نہ جو چیز کی کچھ علامت نہیں اور کچھ خود وہ علامت جن طرف سے ہیں اور معتزلہ
رو فی کہ عذاب عذاب اول کی جو چیز اور یہ صاحب کے دفع و خل کی عذر کا یہ ہے
بیان کر فی مظہر سے اب اگر ہماری تفصیل بہر امان متحول کے نزدیک کچھ کچھ
تو چھ بار شعر۔ چہ شکی عنی فی اصل کو کہ عذاب شدہ شمس نام نہ و لہر خطا
و جہاں است۔ ہر جن نہ جی جی نہ جو کہ اور کہ جو نہ متحول ہاوی عن و نہ جو
قابل قبول نہ جو کہ چھ بار اشارہ ہو کہ علامہ صاحب متفق روا فی میں انکار قدرت
کے ساتھ اور ہے روا فی یا علی یا ہاوی عنش کے موافق اول میں روا فی و ثانی میں
فعلی و است کہ جو بار اشارہ و علامت صحیح اور انصاف کے ساتھ جو بعض خبر روا فی اور علام

[illegible]

التوحید ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا کلام کا ذکر کے لیے قدرت
 اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست تانہ و تکرار و تفریق ہونے کے لیے بھی اوقات
 غرض کہ وہ کی جہاں ہی ہمارے دوست نہ ہوں اور یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 ایسے دوست و بددست و تباہی نہ دے سکتا کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر
 عباد اور غلاموں کی غلطی نہ دے سکتا کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر
 خدا اور ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 اسدال امر تو یہ قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 غلطی نہ دے سکتا کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 مطلب ہے کہ انسان اپنے کلام سے تو مسکرا کر اپنے کلام سے تو مسکرا کر اپنے کلام سے تو مسکرا کر
 کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 اور جائز کیا کہ اس صورت میں تو یہ مطلب ہو کہ کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر
 ہے اور حق تعالیٰ ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 اسل اور ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 جو قدرت ذات واجب سے سلب کی جاتی ہے یہی قدرت بعد از انسان کی قدرت ہے
 کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 ہمارے کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 جہاں ہی قدرت اپنے کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر دوست و بددست شتم و تباہی نہ دے سکتا
 اور قدرت ذات واجب سے سلب کی جاتی ہے یہی قدرت بعد از انسان کی قدرت ہے
 بعد از سب حدیثی و عقلی و حسی و جسمانی و روحانی و قلبی و عینی و غیرہ کی سب اہمیت سے
 کہ نہ کسی کی حق و بدعت و نہ کسی کی غلطی و بدعت و نہ کسی کی غلطی و بدعت و نہ کسی کی غلطی و بدعت
 اور ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل

علی الخلیق تسلیم کر کے کلمہ اذکار کرب سے جو بین اسطوانات کے لیے تیار ہوئی
 سنہ و تاکیا خطاب علی امتثال ہے نہ بہت کتب و قدرت علی الخلیق کا جو کلمہ اذکار
 اس لیے کہ باقی ہر قدرت بندہ کو قدرت نہ دے سکتا کلام کا ذکر کے لیے قدرت اور متینہ الازات ہونے کی بنا پر
 ہے ذات واجب کے لیے تو قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 کہ حقیقت شناسان امتثال سے یہ عجب الامور انصاف کیا کہ یہ کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 علی قدرت باقی میں اس خاندانی کی جاتی ہے جو اسطوانات امتثال کے لیے تیار ہوئی
 سے ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 جو قدرت ذات واجب سے سلب کی جاتی ہے یہی قدرت بعد از انسان کی قدرت ہے
 ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 کہ چنانچہ شروع رسالہ میں اس امر کی تصریح کر دی ہے کہ کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 سے تو کون کو تو کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 والمسلم عنہ فاحمد المصعب فی الدین والاعمال عن تحصیل البصیرین
 والقاصد المفسد اعقاد السلیمن والعا یضی لا یفقد رابہ ہست
 غرض بعض المتفسدین انہی کہتے ہیں کہ کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 علی کلام سے جو کون کو کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 ہیں یہ حضرات اقبال صفت اور نفوس شرعیہ و کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 خدام کہ کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 اور کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 ہی ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل غرض کہ یہ سچا ہے تو ہر بار و ہر دم کی غلطی دلائل
 اور کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 افعال خارج کا ذکر کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 متعلقی شناسان اس کے ذکر کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے قدرت کا کلام میں جو ہے
 یہ سب اہمیت سے سلب کی جاتی ہے یہی قدرت بعد از انسان کی قدرت ہے

ان کل من جو دوسرے سے صفات تعالیٰ واقع ہوتے وہ بعد ابعداً عیناً لا موثر
 فیہ سواء وان توقفنا فی البعض علی شرط کثیر فقد ایجادہ للعرض
 علی ایجادہ لمحله لا امتناع فیما سنبینہ و یسبغ فی مباحث التعلیل
 ان الاحتیاج فی الحقیقۃ للمرض لان سبباً محتاجاً فی ایجادہ الی
 شئی فلا یجدہ و انما شایع موافقہ ثباتہ میں الحقیقۃ انما لا یجدہ و انما
 الاحتیاج فی الحقیقۃ واجب الی الفعل اللی تولد و المرض و کتبہ قدرت
 باری اور سبباً ثباتہ ثبات واجب پر جو سبب تھا کہ خلق باری شایعاً و اعراض میں
 حقیقۃ پر ہر کی محتاج ہے کہ اسکی وجہ سے حضرات اہل سنت نے نہیں کیا کہ اسکی شایع
 کے قائل ہو رہے یا عمر قدرت میں کہ جس شخص کو قبول کیا دیتے بلکہ باری کو ضرور
 اور شایعاً و مسلم کہ اسکی شایع کو اعراض و فعل متولد کی طرف راجع کیا کہ شرط
 تکرار و انصاف ان عبارات سے پرہیز نہ ہو کہ کوئی جگہ کہانی ہے اہل مشران و قائل
 نے تو یہی فعل اہل شریک کی وجہ سے قدرت باری کے عمر میں شخص کر لی تھی یا
 خلق کرب کے تفاوت کی وجہ سے بعض افعال کو ضرور قدرت کو میرے خارج کر دیا
 تھا و یا یہی نہ و خلق افعال متولدہ اور اعراض میں ثبات واجب کی امتیاد کے قائل
 ہو جاتے شریک کی وجہ میں کیا امتیاد سے یا تو یہ تھا تھا انصاف میں سے کہ بعد
 ثباتہ قبول حق میں چنانچہ ان پر تو گویا واجب ہے و بعض حضرات ہماری مخالفت کی کہ
 سے نہ خلق علی اور شایع موافقت کی وجہ پر کہ سبب نہیں لیکن چنانچہ اسکی مخالفت ان
 نہیں کہ کہ تو قدرت میں کیا ممکن نہ ہو کہ کہ حضرات اپنے اختیار و کے بعد کہ سبب کی
 نہیں نہ سبب کے کی اور شایع تو قدرت باری میں ثبات ہم بھی انشاء و تکرار کر دیتے کہ قائل
 چلیں اور شایع جمیع کی کلام و اختیار ہے اب ایسا ہے کہ انصاف ثباتی سے جوہر میں
 اور انصاف و اختیار کے اختیار کے استلال اول پر ہوا کہ کتبہ خلق سبب کا خلاصہ یہی کہ
 ان کی ایجادات کے جوہر پر طبع طے سے عمر قدرت واجب فعل اللی انسانی کی جو
 ہو کہ شریک اہل سنت کے مخالفت ہے اور چنانچہ عبارات بلور تکرار جو کتبہ فعل اللی میں

ہماری ہو گئے لیکن اور سبباً فعل شایع تکرار کی جائید و قدرت میں ہی قدرت نہیں اور
 یہ عمر میں ثبات ہو چکا ہے کہ کلام سابق کو از سبب میں تھا و فی اور تھا و اختیار کی وجہ
 سبب حالت صدق میں انصاف و فی انما کو کتبہ سبب میں کلام تکرار میں انصاف
 ان کی کہ تکرار ہو گیا کہ سبباً انقلاب الی فعل کتبہ میں اور کتبہ فعل کتبہ میں
 ان کی ان کیا سبب کے ایک شے مقدور اور مقدر و تکرار کی یا سبب سے تو شریک قدرت
 سابق میں ہی غرضی لازم تخلیق کسی فعل کا مقدر و مقدر نہ مقدر و باری ہوئے اور شریک
 جو کہ اور مقدر و مقدر ہوئے کی وجہ سے مقدور واجب ہو چکا ہے حالانکہ کتبہ
 علم میں استلال تکرار جوہر سے کہ اسکی شایع غرضی الی وجہ سے کہ اسکی خلق کرب
 میں نہ یقین کیا کہ حقیقت خلق کرب کو جسے تو ایسی بات جس میں نہ فرماتے خلق کرب کا
 جوہر نہ کرب اور سبب میں سبب شایع ہو کہ وجہ سے بطریق جری عادت خلق
 کا شایع کی طرف سے ابتدا و اختتامہ جو کہ نوربہ الی ہے چنانچہ کتبہ کل میں شریک جوہر
 ہے افعال ابعداً لا احتیاج و تکرار واقعہ بعد و تکرار تعالیٰ واحد و احد
 لیس بعد و تکرار و تکرار فیہا اور سبب میں فعلی الفعل الفعل فعلیہا
 عاد و عامرہ ہے کہ میں سے تکرار جمیع الممکنات الی اللہ تعالیٰ ابتدا و تکرار
 ہے میں سے صفات کتبہ کہ قدرت باری کو ضرور بار و خلق کرب عباد کے
 استدلال میں نہیں کہ کتبہ حقیقۃ خلق کرب محتاج ہے شایعاً و تکرار کتبہ سبب
 میں و بعض موجود ہے کہ تکرار حقیقۃ قدرت و خلق واجب تعالیٰ سے اور کرب سبب
 فاعل سبب خارجی ہے تو اب یہ حقیقۃ ہو کہ ان خلق و شایع و جو کتبہ کتبہ کے لئے قدرت
 و خلق واجب فاعل سے تکرار و شریک اباب یعنی سبب ہر بعض سبب عامرہ
 سے کرب میں ہی ان کی تکرار و تکرار و باری کتبہ قدرت جناب باری کو اس کے کتبہ
 میں خلق کرب ہر تکرار و تکرار و تکرار ہو سکتا ہے یا کتبہ باری کو تکرار و تکرار و تکرار
 عباد کتبہ اور تکرار و تکرار و تکرار ہے قدرت میں عبادت کتبہ کو اس کی تقدیر کتبہ
 اس کی خلق کتبہ و تکرار و تکرار و تکرار کے خلاف ہے و کتبہ فاعل علی قدرت ہے

رویت مدح و تظہیر الشی اما اذا کان فی نفسه جائز الرویة شر او لا
قد رعل حجب الا بصار عن رویہ عن ادراکہ کانت هذه العترة
الکاملة حادثة على المدح والعقصة الاویری میگزواتے میں شر نقول
ان التقی یستعمل ان یکون سببا لحصول المدح والثناء ولشأن التقی بعض
والعدم التصرف لا یکون سببا للمدح والثناء والعدم ضروریہ
بل اذا کان التقی دلیلًا على حصول صفة ثابتة من صفات المدح
والثناء قبل یا ذلک التقی فوجوب المدح ومثاله ان قوله لا تأخذ منه
ولا تأخذ من یفید المدح نظر الی هذه النفی فالجماع لا تأخذ منه سنت ولا
تأخذ من لا تأخذ التقی فی حق الباری شالی بدل علی کو نہ نقالی عالم
بحسبیم اعلی واثابت ابد امن غیر تبدیل ولا زوال وکن ذلک قوله وھو بطریق
یظہر بل کو نہ تاغیا بنفسه غنیابی ذات اطلاق الجماد القدر الا یا کل ولا
یظہر اذ اثبت هذه النفی قولہ لا تأخذ من لا یصار یستعمل ان یفید
المدح والثناء والا اذا دل علی معنی موجود یفید المدح والثناء و
ذلک هو اللای قلنا فانه یفید کو نہ نقالی فاذا رعل حجب الا بصار
وہنعا عن ادراکہ ورویہ انھما صحابہ لغیر مدح وثناء فالیس کلامہ کے
یہ بیان اصل استدلال کو نہ کے الای ہی ہوتے پر وال میں یہ تحقیقی ہوتے پر حضرت
کلام کہ انھما صحابہ ان تحقیق کلام اور دینی قرآن سے ہیں باوجود اسکے بچہ سسر
ان اہم بدل انھما حجب نہیں ہے اس میں زور دینی کا تو یہ قرآن سے کلام ہے اس
حایت اور بیان صحت میں کو کچھ فراموش نہیں تحقیق فرمایت اور حضرت علی میں
اور شام کیا ہے وہ سبیل اور امراء و شام کیسے کو نہ حیلہ ام کے اور قول میں انھما صحابہ
جو کسی خاص قول کو باریل یا دینی کتاب قابل تسلیم ہو سکے یہ بھی قرآن میں ہے
اور قول انھما صحابہ ہوتے قول امیر محمد فانه لا تدركہ الا بصار واحد
بدل ذلک عندا اعتزل علی انہ یصحون تدركہ الا بصار من کو نحو واثابت

ما فی کل کرشمہ میں اس دینی پر وال سے قرآن ہوتے انھما صحابہ اگر کہہ لیں
کے الای ہی بنا سکے ہی نہیں ہوتے تو یہ قول کہ انھما صحابہ ہوتے اور ہوتے
یہ جیسے تو یہ قرآن میں کرشمہ کرشمہ کلام کے کسی قول کو الای ہی کہہ لیں ضرورت
انھما صحابہ سبب کا مدح و تظہیر میں حضرت علی علیہ السلام اور دین حجاب
باری کا مرجع ہو کر ذرات و صفات نہیں ہوتے ہی انھما صحابہ کو حضرت امیر مہدی علیہ
السلام سے ہیں اور حضرت اولاد اور ہمہ عالم میں ہی کلام مرجع ہو کر صفات کا یہی اسلئے
اور ان صفات کو مہدی علیہ السلام سے نہیں ہوتے بلکہ کمال حق میں ان صفات ہی کو مہدی علیہ
السلام سے حضرت علیہ السلام پر و قول کلام سے خود صحت قابل تسلیم اور سسر ہوتے قول حضرت
یہ کو نہ تاغیا بنفسہ میں امیر محمد و تظہیر کا کہنا کہ قول امیر محمد قول کا مہدی علیہ السلام
یہ تو حیلہ بدل کی جائے گی کہ تو یہ جو مخالفت اور شام کا تاخذہ سببہ ولا تو یہ مدح
یہ وہ قول ضرور دین کے کسی طرح قابل قبول نہ رہا اور استدلال ولا تاغیا بنفسہ یہ تو حیلہ
مہدی علیہ السلام کا مہدی علیہ السلام کے لازم ہو گیا تھا بیکہ قرآن تحقیقی ہو کر بیکہ سے
اب اگر ہم کلام مہدی علیہ السلام کے صدق کو راجع ہوں اس کے خلاف کو مستحق بیان نہ ہو
اس کی کو نہ تاغیا بنفسہ میں امیر محمد کی طرح ہمارے کلام کے کو نحو یہ سبب علی
شمر کر نہیں ہو سکتا کہ کو نہ تاغیا بنفسہ میں قابل صفات تحقیقی ہے اور کلام مہدی علیہ السلام
ہے کا مدح و تظہیر اور حضرت علیہ السلام میں انھما صحابہ میں کو نہ تاغیا بنفسہ میں حضرت علیہ
میں حسب بیان حق انھما صحابہ میں انھما صحابہ میں کلام کو مدح و تظہیر - ان کلام کے
یہ سبب بیان ہمارے کلام میں ہے جو ثابت ہو چکا اور ہمارے کلام میں انھما صحابہ میں
کلام کو مدح و تظہیر میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام کے کسی دلیل کی حاجت نہیں ہو سکتا
جو کلام میں انھما صحابہ میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں
حضرت علیہ السلام کی تصدیق میں اس کے اصل انھما صحابہ میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں
حق میں ذی شرح و تظہیر میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں
اصل مہدی علیہ السلام کو نہ تاغیا بنفسہ میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں ہمارے کلام میں

پرویز صاحب نے سلطان پر شکست پر برہنہ نقل اس کا قصہ کو عام طور پر بیان کیا ہے
 چنانچہ ان کی عبارت کے بموجب ہے ان تمام اعلیٰ بالشی لا یصلح الا ان کان صالحا
 لصداق وکذا و علیہ سواس کا قصہ کو عام رجحان اور پورا سکوا یا ت وکلام ظلم کے
 مخالف کہنا اسکا الزام ان کے کور سے مولانا شہید کے اس لال اور چار کے خلاف
 اس سے کوئی تہ نہیں جو کچھ کالین وادی انصاف پرستی سے بے دریغ ہوئے کہ
 اول جو احداث متداول کی غلط طر پر کہہ چکے اور تعلق کا خیال ہو گا تو چند عبادات
 پر کور کو ایک طرف سے جواب لڑا ہی جو محمول کر کے لاکھ لکھ دیا جائیگا مگر ان کا کار
 کی غلطی کی وجہ سے اسکا دور کوئی سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ جو حضرت اس بار میں
 حضرت مولانا شہید کے مکران پر سے ہیں اس لئے عجیب نہیں کہ یہ جو یہ مخالفت
 حضرت مولانا دارم عقل کی بیانات اور کور سے مختلف ہیں بے شک وہ اوجاہ سے چاہے
 ہو اور صالح کے لحاظ سے یہ سراسر ملامت کے سبب علماء اعلام کی کلام کے خلاف
 ہوتی ہے مگر یہ مختلف بارود جو یہ اسکی غلطی کی جاتی ہے اور اگر حسن اتفاق سے
 تحقیق وہی جاتی ہے تو یہ قول مخالف معلوم ہوگا کہ مکران میں اسکا نوازہ شریعہ
 صحرا میں جانا ہے اور بڑو متداول کیسے لڑا ہی ہوئے پر کوئی تردید ہی بیان کر دیا
 جاتا ہے یہی سبب اول کے خلاف سید شریعت میں پہلے بیان فرمایا تھا اور
 مولف ثانی نے کلام متقاضی عندہ روید شریعت میں یہاں ارشاد فرمایا ہے
 اس قول پر پاس ہے اکی اور اختلاف ہے کہ پرویز میرضوف است لا تاخذ منہ
 ولا حق و غیرہ پہنچا ہے اس میں شہرہ پر کار کو لا شہید اور ان کے واقعات
 پر کوئی تہ نہیں شریعت اور متقاضی عندہ اور نام لڑی اور کلام رسول اللہ و رسول اللہ
 و رسول اللہ علیہ السلام میں کیونکر ہو سکتا ہے ولقد انزلنا الیاف الیہات
 بیانات و ما کفر بعد الا الف اسقوت تعلق فرما رہے ہیں اور اس کے متعلق
 کہ ان میں کچھ اختلاف ہے اور ان صاحب کو کو مکران سے ہونے انصاف سے کہ
 جو صورت اسکا ہو گیا ہے چاہئے کہ اس کے جواب میں سید شہاد و ذی ہاد و علی

الان بنی الجاہلین ہی پورا ہے کہ میں اور مکران کے اسلامی تہیں
 کا شعر لکھتی ہے میں شعر لکھتا ہوں کہ خود میر و وقیر ہنوز و خاندہ ہاں کہ ہم
 اور غیرت و روشن است و لفظ
 اس قابل لکھا رہا ہے کہ میں نے ضمن مقدمات و تہیں کہ سب سے اول
 میں بیان کیا ہے کہ کلام نقلی اہل سنت کے نزدیک حادث و متعلق ہے مگر سب
 شریعہ و دولت کا لفظ و کلام کے ساتھ لکھنا اور کچھ حادث کلام نقلی کہ ہم
 کو جو غلطی ہوئے کہ میں میں لکھتا ہوں کہ دولت ثانی سے اس میں است ہی و
 لفظ ثانی لی ہے کہ کور کو ان کے صالحہ کاتب لکھا ہے اور بڑو اعلیٰ انسا حق
 تو درست ہے کہ دولت اول نے کور صاحب و لفظ لکھتی ہے میں شہان عقاید
 کو اور سید شریعت ہی کو چاہے کہ لکھتے کہ دولت ثانی نے بڑو کلام متداول
 اور اور چہ نہ و حضرت امام حنفی صادق معنی اور ثانی نے کہا کہ اور کلام عام
 اور امام حنفی اور شیخ و او دوطانی اور اعلیٰ شریعہ اور محمد بن عبد اللہ شریعہ
 بڑو و علیہ و جمیعین اور نہایت صالحین کا مذہب میں کور دیا ہے اور لفظ استبداد
 پر لکھا نہیں گیا بلکہ بعض قریب و شہاد عقاید سے بھی کلام نقلی کور لکھنے میں
 سہمی کی ہے اور چاروں امر کے میں اس کا سبب اور لفظ کی عبارت کا لڑی سبب
 لیا جائے جو کلام مقدم و متبادل اور بڑو دولت سب سے میں اور اعلیٰ اور شریعہ
 و تقدیر میں علماء مستبرین اہل سنت میں سے کوئی بھی ان کا موافق و تحلیہ کا سوال تو
 بیہوش معلوم ہے کہ کلام نقلی حکومت ارکان و متعلق کتب سب سے میں
 و احداث سے اس کے سوا میں میں اور بڑو صاحبان متداول میں لفظ متبادل پر کو وہ سبب
 سبب صالحین اور کلام کو مؤیدین کو کلام نقلی جناب بار خانی کے قدم کا نقلی ہے
 میں اور چار سے نزدیک اور حضرت کور کا صاحب لکھتے ہیں مکران لفظ اور کچھ
 ہی موافق نظر آئے ہیں اس لئے اہل فکر کی خدمت میں یہ مصل ہے کہ جس طرح کہ کور
 کور و انصاف لا سلا و ان میں کو کسی متداول سے کچھ نہیں ہے کہ دولت ثانی کے کور

ایک کلمہ ہے جس میں تمام الحروف و الحركات و الحركات
 حقیقہ کلامہ العبد و بالذات فان کلام الحق لا یشبه کلام الخلق کما یرو
 الصفات کما یحکم جملہ کلمے میں وہ مستند ہے لاجلہ قال کلامہ حروف
 و اصوات یقول ربنا الله و هو قد یر و باع بعظم جہلا حتی قال یجملد
 بالرحاس قد یجان فضلنا عن المصطفی و هذا القول باطل بالظن و قد
 و مکملہ بطریق ایسی یاد و روح کو کیا سبب فرمایا یعنی شاد و ذکر و سر
 شایستہ کہ جب کہ اصل حق حدوث الفاظ کے قابل ہوا ان کے مخالف متوجع
 اور جہاں جس اور الفاظ کو ذکر کیا باطل و خلاف ہے اور فی صاحب ہم
 جی ہوتا ہے کہ اگر کلمات مسالین کا یہ سبب ہے کہ ان سے الفاظ کو ذکر و ذکر کے نام محمد
 بن عبد اللہ کہ یہ کلمات فی ظل و کل میں فرماتے ہیں و کلامہ واحد ہوا و فی
 و خبر و استقبلا و وعد و وعید و هذا الوجه و ترجیح الاعتبار فی
 کلامہ لادلی لا ال عدد فی نفس الکلام و العبادات و الاغراض المثل علی
 لسان الملائکہ ال انما ینبای علیہ السلام و الا لا علی الکلام و الا لا علی الکلام
 اقل و یہ محدث و المذلول قد یؤادی و الفرق بین القراءۃ و المذکور و الا لا
 و المذکور الفرق بین الذکر و المذکور و الذکر و المذکور و الا لا
 خالص لا شریک یہذا التذلیق جماعۃ من المحشویۃ اذ قضوا بکون
 الحروف و الکلمات قد ینجز و الکلام عند لا شریک معنی فیہ بالنفس و
 العباد علی العبادۃ و لا لاف علیہ من الانسان فالکلام عنده من تمام
 بہ الکلام و عند المعقولہ من فضل الکلام غیر ان العبادۃ فی کلام
 لہا ما لہا و ما باشتراک اللفظ انہی اس عبارت سے بھی ہوا و قد علم
 و نہ کہ ما شری فی الفاظ کو ما و قد علم ہے جس میں ہر مشیروہ و کلمات
 کلم کے قابل نہیں ہوا و لفظ ہے حامی و شریعت و طریقت جامع معرفت
 حقیقہ نامہ ہاں حضرت مسیح مہدی علیہ السلام فی ہر روز علیہ کلمات میں

ایک کلمہ ہے جس میں تمام الحروف و الحركات و الحركات
 حقیقہ کلامہ العبد و بالذات فان کلام الحق لا یشبه کلام الخلق کما یرو
 الصفات کما یحکم جملہ کلمے میں وہ مستند ہے لاجلہ قال کلامہ حروف
 و اصوات یقول ربنا الله و هو قد یر و باع بعظم جہلا حتی قال یجملد
 بالرحاس قد یجان فضلنا عن المصطفی و هذا القول باطل بالظن و قد
 و مکملہ بطریق ایسی یاد و روح کو کیا سبب فرمایا یعنی شاد و ذکر و سر
 شایستہ کہ جب کہ اصل حق حدوث الفاظ کے قابل ہوا ان کے مخالف متوجع
 اور جہاں جس اور الفاظ کو ذکر کیا باطل و خلاف ہے اور فی صاحب ہم
 جی ہوتا ہے کہ اگر کلمات مسالین کا یہ سبب ہے کہ ان سے الفاظ کو ذکر و ذکر کے نام محمد
 بن عبد اللہ کہ یہ کلمات فی ظل و کل میں فرماتے ہیں و کلامہ واحد ہوا و فی
 و خبر و استقبلا و وعد و وعید و هذا الوجه و ترجیح الاعتبار فی
 کلامہ لادلی لا ال عدد فی نفس الکلام و العبادات و الاغراض المثل علی
 لسان الملائکہ ال انما ینبای علیہ السلام و الا لا علی الکلام و الا لا علی الکلام
 اقل و یہ محدث و المذلول قد یؤادی و الفرق بین القراءۃ و المذکور و الا لا
 و المذکور الفرق بین الذکر و المذکور و الذکر و المذکور و الا لا
 خالص لا شریک یہذا التذلیق جماعۃ من المحشویۃ اذ قضوا بکون
 الحروف و الکلمات قد ینجز و الکلام عند لا شریک معنی فیہ بالنفس و
 العباد علی العبادۃ و لا لاف علیہ من الانسان فالکلام عنده من تمام
 بہ الکلام و عند المعقولہ من فضل الکلام غیر ان العبادۃ فی کلام
 لہا ما لہا و ما باشتراک اللفظ انہی اس عبارت سے بھی ہوا و قد علم
 و نہ کہ ما شری فی الفاظ کو ما و قد علم ہے جس میں ہر مشیروہ و کلمات
 کلم کے قابل نہیں ہوا و لفظ ہے حامی و شریعت و طریقت جامع معرفت
 حقیقہ نامہ ہاں حضرت مسیح مہدی علیہ السلام فی ہر روز علیہ کلمات میں

والفہم للکلامہ کہ کان من کان فلا یرا ال کلام اللہ من سین من ذوال عقل حروفا
مواصفہ ال کلامہ من الترتیب ال حیات کبریٰ علیٰ علیہ وسلم حضرت شیخ محمد بن
طہرانی در تفسیر جلالہ شامیہ کہ کہتے ہیں اسورت خیرہ کہتے ہیں کہ کلام انجیل میں رسولی اصل
میں شامیہ کہتے ہیں اعلان اللہ انزلہذا القرآن حروفاً منقوشہ من
القیس الی الخ حروف متصلة ومعرفة وجعلہا کلمات و آیات وسور
وقرآن و ہکذا وغیرہ وشفاء وحفہ و فکر او عیاریہ صیدنا وحقاً کہنا
وہکذا و متشابهہ مفصلاً پھر اس کی تفصیل میں تحریر فرماتے ہیں حسن خدک
کو حروفاً منقوشہ من حسن خدک الاسماء احراراً لا من اول احد من القوی ولا من
اول غلط او لا من الاخر میں کتابہ وقرآن وخطو القرآن یخط فہ حروف الاربع
یعنی حروف الفظ الاول کلامی کلامی کلامی کلامی وخطو القرآن یخط فہ حروف الاربع
سورۃ کلمات کے ہوتے ہیں الی الخ و حیات ثانیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ
کلام انجیل کبریٰ شامیہ میں حضرت شیخ ابوبکر ابراہیم بن ابی اسحاق حروف الفظ کلامی
میں درجی میں حضرت شیخ ابوبکر ابراہیم بن ابی اسحاق حروف الفظ کلامی
فرماتے ہیں یعنی عندہ حرواں کلام کلامیہ مع غیرہ قبل ہذا امثالہ
وغیرہ ما ہو فی القرآن ہذا اذا قلنا انہ یوید کلام اللہ الذی ہو
صفۃ الدیان کان الظاہر ان السامع انما سمع کلام اللہ المتخرج عن اللہ
کما قال اللہ قال علی اسما عہدہ معہم اللہ لمن حدیث
انجیلی یعنی لکلامہ شہداء میں یہ دلیل بہت قوی ہے کہ اس میں اصل سنت و کلام انجیلی
موجود ہے کہ یہ ان کے کلمات معلوم ہوتے ہیں حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اس کی
امور میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ دلیل کا جملہ یہ ہے کہ اگر یہ ترک مراد رکھیں سنت
باری میں ان میں کو اگر حالات طلب نہ کرنا کہ جواب یہ ہے کہ کلام کلامیہ
تقریب کے لئے کلامیہ میں لین کے ساتھ عادت ہے چنانچہ بعض جہات میں کلامیہ
کلامیہ میں کو اگر کلامیہ طلب نہ کرنا کہ جواب یہ ہے کہ کلام کلامیہ میں لین کے ساتھ عادت ہے چنانچہ بعض جہات میں کلامیہ

[illegible]

کلام عرب ہے جن کو اعراب اہل سنت سنت الفاظ سے یاد فرمائے ہیں تو اب جو ہے
 انصاف کہ کسی دلیل یا قیاس کا جواب دینا ضروری نہیں ہمارا ہاں جواب بلا غبار
 ہے بالخصوص جب ہم اس امر کو دیکھتے ہیں کہ اگر درست ایسے لوگوں کے قول کی کیا
 ضرورت اور انصاف ہے کہ یہ شیخ فرما رہے ہیں کہ اعراب صحابی میں یہ خیال کہے ہیں
 کہ وہ روایت ہے ہے پورا قیاسی وہ ایک وجہ ہمارے کو دیکھ کر غلط برائے گوشت دھا
 کے لئے کافی ہو گیا اور ہم ہمارا روایت دہ کے ساتھ اسے منکر ہیں ان کے خلاف کا
 اصلا خیال نہیں کیا اور نہ یہ فکر جواب فرما کر تو یہ کسی وجہ میں بھی ہمارے ذمہ
 تھا اعلیٰ کے خیالات کی چیز جو ہی لازم نہیں ہو سکتی فوج سے کہ سائل فقیرہ لغیرہ
 میں جو کچھ صحیح معنی جو صحیح معنی کی توجہ ضروری ہے جو خاص عام کو یہ اجازت نہیں
 کو اپنی خاطر کے موافق چاہے کہ یہ ہے بلکہ یہ ہے کہ ہمارا اعتقاد و متعلقہ ثبات
 و صفات میں بالخصوص اگر ایک وجہ ہمارے فضلہ از سوا کی قسمت سے ان کے حق
 میں کوئی فی الواقعہ و دلیل مستحضر کے مقابلہ میں کہ وہ نہ ہو کہ یہ کہ یہ غلط
 ہے بالخصوص جو وہ نہ ہو کہ وہ بالآخر چہ نہ کو ان خیالات کی طرف توجہ نہ کر ضروری نہ تھا کہ
 یہ جو بعض مصلحت میں نہ ملنے نہ تباہ کرنا خیالات متعلقہ روایت کی کیفیت بھی حسب
 موقع صحیح کو یاد ہے اگر تحقیق و عاقلانہ توجہ نظر میں کوئی قیاسی نہ تھا کہ
 سہولت سے کہ اس بار میں ہی بہت سی کہانی کی ہے وہ تو شاید غلط کہ وہ نہ
 تھا کہ وہ اس قدر خیال فرماتے ہیں کہ غلط صحیح کو یہ کہ یہ غلط کا کہ یہ غلط نہیں
 و متعلقہ کے قول کو کہی گئے ہمارے ان کے ارشاد کو کہ البتہ روایت بخار لے
 انھیں میں غلطیات و غلطیات کا ذکر اپنے دعوے کو مدلل کر رہا ہے کہ کہہ دے
 کہ جس میں غلطیاں نہ تھیں کہ جس سے کام کی باتیں ہرگز نہیں غلط ایک عبارت حسب
 ہر غلط بلکہ ہر کی اور دوسری میری طرف سے جو اس کا تائید ہائی ہے ہر ہر روایت
 اول سے ہی کوئی کیا ہے اور کچھ کہ ہمارے کلمہ کلام و عموماً ہے اصل بلکہ
 اہل سنت کا خیال نہیں ہے ہر روایت ثانی کے واصل کی کیفیت میں کہے و متعلقہ

روایت اول کے خلاف اگر جواب اس سے کہے اور انصاف اس معلوم ہو جائے کہ
 یہ سب ہے کہ اول ان غلطیات کی کیفیت بیان کی جائے کہ ہر وقت اہل سنت
 محض اپنی ضروری اور حق مطلب سے ایسا دیا کرتے ہیں اس کے بعد صاحب ہر وقت
 کی کلام کی تفصیل جو کہ اس کا اصل اصول بھی جانی ہے خاص کر روایت اہل
 بیت سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر روایت کلام نقلی کو کہ روایت و کلمات سے عرب کو
 اور قیام نہات الہامی فرماتے ہیں اور یہی صفت صاحبین کا مشرب تعلقہ میں رہا
 ہمارا اور کہ ہے کہ یہ کلمات و حروف اور ہر کلام ان سے عرب ہے سب غلط یا نہایت
 ہیں اور علم متبرین متدین و متاخرین کا یہی مذہب ہے و نہایت بار بار ان کے
 میں اس سے سہولت کی اپنی غلطی غلطہ کلام دیگر کی غلطی سے بدل میں متعلقہ کلام
 اور علم کر کہ اس کی کلام سے نقلی ہو چکی جو عاقلانہ روایت کلام دیگر کے اس امر پر بھی
 بالخصوص وال میں کہ قیام نہات کلام کا اصل جہاں اصل میں ہے اور زمانہ انشا و تحویل
 غلطیات میں اس صاحب متبرین نے کوئی کسر یا قیاسی چھوڑی لیکن اب ان واصل
 کو بھی متفرق و یکسان چاہئے کہ حرکت بخار لے کر ہے وہ سے کہہ سکتے نقل حروف
 میں اور کہہ سکتا وہ جو کہ غلط کلام نقلی کو کہ ان میں سے بعض غلطت ہرگز نہیں
 اور جو غلط کا یہی عقیدہ قرار دے کہ جو اس سوال کو روایت و روایت نے میری طرف
 ہر غلطی غلطی عبارت نقلی کوئی ہے چھوڑا جائے نہیں عرض ہو گا کہ اصل کا
 حضرت مولانا کا خیال علم کو روایت نقلی کی اس اول عبارت میں صاحب ہر وقت کے
 کلام کی تائید و تحقیق ضرورت اس کی کیفیت مفصل صاحب ہر وقت کے کلام
 کے جواب میں عرض کر دے البتہ کلام ثانی کے بعد حاجت نقل کر کے اس کی کیفیت
 اول عرض کرنا میں اور ہر مسئلہ کون الکلار صغیرہ لہ تعالیٰ علیہ غلوثہ
 قطعیہ لا وجہ للرب ولا لشیاب فیہ الا انی کیف قال الامام ابو حنیفہ
 رحمہ اللہ تعالیٰ من قال بخلق القرآن فهو کافر قالوا هو من الکفرات
 لا من الکفر و کہت صبر الامام و احمد علی الخادم النعمان بائیں ہم شیخ

[illegible][illegible]

فی الاحکام والادب فی حق جمل کلام الشیخ علی اقامه دویہ المعنی الثانی
 فی کون الکلام النفسی عند وصال اللفظ والمعنی حیثاً کانما یبذل الله تعالی
 وهو معکوب فی المعاصف معقود بالاسن محض فی الصدور وهو
 غیر الکتابه والقرارد و یحفظ احادته وما یقال من ان الحروف والفاظ
 مزبونه متعاقبه لیسوا به ان ذلک القرب بسبب عدم وصال اللفظ
 فان اللفظ حادث والادب لکن الاله علی الحدود یجب حملها علی حدوث
 دون حدوث المعانی لیسوا به الادیة وهما الذی ذکرنا ه وکان
 محالاً علیها علیها متنازعاً واصحابنا الا انه بعد کمال معرفت حقیقه قدر
 کلامه وهذا العمل لکل الشیخ معاً اختاره الشیخ محمد بن عبد الکلام
 الشهرستانی فی کتابه المسمى بنهایه الاقدام ولا یشبه فی انه قریب
 الی الاحکام والظاهر منسوبة الی خواعد السلتة استی قاسمی معضد کی عبارت
 کا حاصل ہے کہ لفظ معنی بھی الفاظ کے مقابل میں اور لاجاً ہے اور اس سے
 مدلول لفظ اور وہاں سے خواعد السلتہ اور وہاں سے تا کو بھی لفظ معنی سے امر کا یہ الیہ
 ہوتا ہے اور اس وقت میں نے مقابل سمجھا جاتا ہے شیخ شری سے جب یہ
 قریب یا کو قاسم سے قریب میں تو ان کے اصحاب نے یہ سمجھا کہ معنی سے حضرت
 شیخ کی مراد مدلول الفاظ اور لفظ معنی ہی ہے قدیم میں الفاظ قدیم نہیں بلکہ الفاظ و
 عبارت کو قسطاً سے کہہ کر وہ کلام بھی نہیں مدلول نفسی مدلول میں مجازاً کلام بھی
 کہے میں وہ دنیا تکافیرت ہو کر اصحاب شیخ نے بالشیخ یکدیگر شیخ کے
 نزدیک ہی الفاظ و معانی میں معنی مستند میں ہی الفاظ قرانی کو معارف کر رہے
 ہیں اس طرح حضرت شیخ بھی ان کو معارف خیال کر رہے ہیں لیکن الفاظ پر کیست
 میں کلام نہیں اس سے ان کے حدیث میں کچھ وقت بھی نہیں لفظاً ہے
 اس حدیث میں کہ بہت سی چیزیں مدح میں ہیں لیکن کچھ حدیث شیخ
 خواعد السلتہ ان ہی مسئلہ کا کیا جو مستند و ثابت جواب کر رہی خواعد السلتہ

مکتوب فی الصاحت کے کلام میں جملہ الفاظ کا ترجمہ جس کی تائید ہر مسئلہ کی
 جان لیں کہ کلام نفسی ہوا منویات و من سے ہے علم ان القیاس اس صورت
 میں بھی نہایت ہے کہ الفاظ سے علم و تباہ میں وہ کمال طلب کیا گیا ہے و بہت
 اس کلام میں نہیں اور نہ کو قاری و تارت کر کے میں اور ان کے سب سے میں حضرت
 و در حقیقت میں کلام نہیں بلکہ کلام کچھ خواعد السلتہ اس میں میں مستند و اور
 کہہ گئے شاد و کچھ در در میں نہیں بلکہ دل میں نہیں اس وقت حضرت شیخ کے ہم
 چرما میں کی چار چار صورت توبہ قاسمی صاحب در علم میں کی تالیف ہے کہ کلام شیخ
 کو اس میں چرل نام نہ پاتے بلکہ اصول لفظ معنی کو بہت شیخ کی کلام میں شیخ
 معانی میں کے مقابل میں کیے کیونکہ ساری قرانی معنی و مقابل لفظ معنی میں شیخ مدلول
 سے پیدا ہوتی ہے خواص ضرورت سے جب لفظ معنی کو معنی ثانی پر ہی کیا قریب
 شیخ کے نزدیک کلام نفسی کلام قرانیات الباری لفظ معنی و مدلول کو مثال ہو گئے کہ
 مکتوب فی الصاحت اور وہ ذی الاسن و حضرت علی انصاری سے اور کلام و قرات
 و حفظ احادیث کے متعارف ہے باقی فیضان کہ کلام میں حروف و الفاظ ترتیب و
 معنی قریب معنی مقدم و آخر ہوتے ہیں اسلئے قدیم کیونکہ میں سے اس کا جواب ہے کہ
 کہ اگر کلام معنی انسان کے قیام میں ہے کہ سے ترتیب فکر پر ہی ہوتی ہے اصل میں
 قرانی اسلئے کلام کو معارف میں کے اور مدلول حدیث کلام و مدلول میں کے خواعد السلتہ
 ہوں یا قیاساً ان سب الفاظ کو کہہ کر حدیث پر محمول کر کے لفظ کے حدیث پر
 محمول ہونے اور یہ قیاسی ترتیب کتاب قرانی میں کے مخالف ہے کہ ان میں نے
 کہہ کر مدلول ہی پر اس علم میں کہ اس کے بعد فارشر لفظ معنی میں کہ حضرت شیخ
 کی کلام کا مدلول و قاسمی صاحب نے بیان کیا ہے اصل میں اصل کو ان میں کلام
 شہرستانی نے قرانی کتاب شایعہ کلام میں اشتیاق کر لیا ہے اور اس میں کلام
 میں کلام مدلول و قاسمی صاحب نے بہت مرقع و قاسمی صاحب نے شیخ اس میں کلام کے
 نقل کر کے سے قاسمی صاحب کہہ و در حدیث کلام میں طلب سے قاسمی صاحب کی ہے

میں کرنا مراد ہے مدبر نہیں ہوتا کہ جس کی وجہ سے ہمارے دوسرے میں کوئی غلطی ہو
 ہو یا اس کے جواب دہنے کی کوئی خاص ضرورت سمجھی جائے کہ حسب و حسب و ہر
 کسی قدر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کا جواب دہنے کی حالت کا معیار اس کی
 بیان کر دے گی جائے کہ کوئی خاص ضرورت ہے یا نہیں اس کے جواب دہنے کی حالت کا معیار اس کی
 مولانا کے سبب کچھ بیان فرما کر کہتا ہے ہذا اما اعطینا انما اجماعا لا یارخص
 التصدیق عن اعادة الحق فی شأنا من المطلب العظیم ہر چند اس پر بیان حال
 کوئی تفسیر کلام مراد ہے کہ العلم میں چند عین موجود ہیں مگر ہر بطور خلاصہ انشاء اللہ
 اس قدر عرض کر دے گا جسکو کچھ کراں اس کو حسب رشتہ و مولانا کا بعد العلوم قد القا
 حروف کا خیال تو غالب میں ہی قائم ہے کہ وہ ان کے استحقاق کے مطابق ہوں
 مطلب سے پہلے عرض کیے ہیں اس کا احوال مختصر سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان
 و قد وہ غیر سے نہیں ہوتے اس میں اس اصطلاح علماء میں ہی استعمال شائع ہوا
 متعارف ہے اس کی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وقت کا مطلب ہے کہ ان کے
 سے جائے ہیں اس کی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 اور کسی الفاظ کا تفسیر بطور مدح ہے جس میں ان کے ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 کو فہم نفس معنی ہی کہ وہ کسی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 العبر میں ہی لا رفا و ذہب اہل الحق الی اثبات کلام القرآن و انفس ہر
 العنوی ای المقول للذی وہذا کلمہ و هو اللفظ النفسی الدل علی معنایہ
 اطلاق کلام اس شائد سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام نفسی نفسی ہی ہے ایسے ہی
 قول و لفظ ہی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 الکلام النفسی ہی جماد یہ کلمات حقیقیہ نہ کہ ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 اللفظ المحقق ہی ہی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 علی اجزاء و معانیہ الحقیقیہ ہی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 فالأحرار کلمات حقیقیہ تعویذہ من انھا لیست العنا علی الذل انہ

خروفا عارضا لصوت و اللفظ الحقیقی ما کا متعارف ہوا عارضا
 و ہر کلمہ صورت اللفظ النفسی الحقیقی حال علیہ و ہر حال فی النفس
 حل معنایہ بلاشبہ و لا انکنا کہ فیصدق علی اللفظ النفسی معنایہ
 انما لول اللفظ الحقیقی و معنایہ اس عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ ان کے ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 سے معنی نفسی ہوتے ہیں کہ وہ کسی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 میں کیا حاصل ہے اور وہ کسی ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 فرماتے ہیں ان الکلام الذی یذکر فیہما النظر و یقیم بہ التفاضل ہر حال
 بدل بلطفہ علی معنایہ اللغوی لہر چند دلالت المعنی دلالتہ ثانیہ علی
 المعنی المقصود و ہذا انما لظہر و ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 علی المعانی الاول بل ہی ترتیبی ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 حد و ہر حال اسم النظر و الصور و انحصار حللہ یا انکشافات و ہر حال دلالتہ ثانیہ
 کلام و ہر حال ترتیبی ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 معانی کلمہ سے معانی مقصود ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 الفاظ و ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 اور ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 ہے ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 اس میں ان کے ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 ان کے ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 معنی سب کا اطلاق ان کے ہر جہی پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان کے
 عربی کلام ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 انما اصل کلام علی ہر حال دلالتہ ثانیہ علی
 تفسیر بالانفاظ و لہر حال دلالتہ ثانیہ علی

تو یہ وہی نفس کی صفات سے خارج ہونا چاہیے کہ وہ اس حال میں ہے کہ صورت اول انکس
ہوئی کلام نفسی بالطلاق کلام نفسی نفسی ہوا و نفسی ہوا نفسی ہوا صورت میں ان الفاظ
مستور ہوئے ہیں صاحب کی تفسیر کا اشارہ لازم آئے گا اگرچہ بعض علماء نے اس اشارہ کو
کر لیا ہے کہ اس میں کوئی صورت کرنی مناسب نہیں تھی اس حال میں کہ بالطلاق کلام
نفسی نفسی در اول پر تحقیق ہو چکا ہو کہ تحقیق ہی کو حق بتلا ہے جس کو وہ ان الفاظ میں
اس میں پرانی الفاظ میں نہیں کہ اب اگر کوئی قرآن کے منزل پر ہے کلام کا کرے تو
اس کی کیفیت اس کی قسم کا مواضع پر چلیگا کیونکہ اگر اس کی مراد استقامت کلام
نفسی ہے تو یہ شک نہیں کہ صاحب سے اور صاحب سے کہ شک و اشغال کی حالت
میں کلام غیر نہیں کہنے والا کلام عامہ و عامین سے اس پر یہ واضح کرنا چاہیے
کہ اگر کوئی کلام کا مواضع پر ثابت ہے چنانچہ صاحب ہمارے جو اول میں یہ
عبارت نقل کی ہے کہ اس میں مطلب ہے واضحگان اطلاق کلام عامہ علی
النفسی مجاز و علی اللفظ حقیقتہ اور بالعکس۔

تو یہ صواب علی الاول بلزوم ان یکون ما هو کلام اللہ تعالیٰ حقیقتہ معلوماً حادثاً
ما هو غیر معلق علی کلام اللہ تعالیٰ حقیقتہ لما قالوا ان اللفظ حادث و
النفسی قد ہو علی الشا فیلزم ان لا یکون هذا المقرو کلام اللہ تعالیٰ
هذا وان التزم کہ لا یثبت علی السلسلہ علی الفاعل بلزوم ان لا یثبت
من قال ان القرآن غیر مقل من الوب تعالیٰ لانه صادق ان ادا و لیس
ہو الا کلام لا یثبت بالقیمة مع انه لو اثر هذا الصیغۃ اثر اللفظ لیس بالمتعلق
بهذا القول و حکمہ بالقتل اس میں ہے کہ یہاں پر یہ معلوم ہو گیا کہ کلام
کلام اللہ کلام نفسی میں ہے لہذا ان حدیثات کے متعلق تحقیق کرنی مقصود ہے کہ ہم
کلام نفسی کے ثمرات سے اس کے مطلب کو ادنیٰ علاوہ نفسی نہیں لادیں گی چنانچہ
ہم نے کہ صاحب فرما دیا ہمارے مع ان حال اشکالات خارج کلام نفسی ہے کلام شاعرانہ
ہے کلام نفسی نفسی کی حقیقت بیان ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہ امر ضابطہ قریب

پیش آئے تو اب مذکورہ کہ کلام نفسی لفظی کا بیان نفسی طبع کیا جلد سے کی
وجہ سے ان اشکالات سے نکلتے ہیں اس لئے کہ ان الفاظ کے معنی معلوم ہوتے ہیں حادث
اللفظ الصراحۃ الذی یقتضی ان یقتضی ما نقل عن صاحب الموقت معلوماً
کی اول کلام اور اس تفسیر کو دیکھ کر البیان معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک صاحب
صاحب موقوف حق صریح ہے اور اس ملک کے معانی شبہات مذکورہ بالا
جس کا اور صاحب شاعرانہ اور شاعرانہ صریح ہے جو ان میں صاحب کلام
مذکورہ نے ہی اس سے صاحب کلام کے دعوے کی ضرورت معلوم ہونے کی ہے کہ
مولا یا بجزہ العلوم جس میں بعض کلام صاحب کو پیش کرتے ہیں تو اس سے
صرف اشکالات مذکورہ کا اور مقصود ہے تو اب اگر یہ صاحب اعلیٰ مقول ہی نہیں
کی اس کے بعد جو عبارت کا صاحب کو لکھنے نقل ہو گیا ہے اس سے ثابت نہیں
کلام نفسی مقصود ہے تو اب کوئی صاحب غیر یہ کہلاؤں کہ ثمرات کلام مذکورہ
شبہات سابقہ کیونکہ یہ جو کہنے اور لکھنے اس کلام کے نقل کرنے سے کیا نفسی
ہر ایک اور نے خود لکھی ہے کہ کلام حدیثات سابقہ کا نفسی و شاعرانہ تو اب
عنایت فرما کر یہ کہلاؤں کہ حدیثات مذکورہ الفاظ کے بعد ہم نے سے کہاں جائے
ہم نے کہاں اصل مقول کی یہ نفسی علی کلام میں ہے کہ جو اصل مولا یا بجزہ العلوم
میں ہے کہ صاحب نے بیان فرمایا تھا اس سے ان کو تو شک بھی نہ ہوا نہ ہوا
اور صاحبان مقول کا اس دعوے سے ثابت ہو گیا کہ جس کے ثمرات کی اول نفسی
کہ یہی دستیاب نہیں ہوئی تھی دینے میں سے یہ معلوم ہو گیا کہ حدیثات مذکورہ
بجانب کلام سے لایہ وجود ہیں کلام نفسی میں کہ ان الفاظ و ملحوظات کے بعد کہنے
سے کلام نفسی کی باطلت تو قریب تک ثابت نہیں ہو سکتی ہے کہ کائنات میں
مقصود و اشارہ اس شک کلام نفسی کہ کلام نفسی باطنی تھا کہ کائنات میں
مولا یا بجزہ العلوم کہ کلام نفسی کی باطلت کا کلام صاحب کلام نفسی کا کائنات میں
سے چھوڑ دینا جو اس طرح ہے کہ میں نہیں کہ کلام نفسی لفظی و شاعرانہ ہے

استفادہ مرکب ہے، یعنی کچھ نظریں پر اور جو کلام ان کے بعد معلوم ہے یہ مرکب قراب الی
والتحقیق یعنی قراب کا مصداق کلام میں اس سے تقدہ نہیں بلکہ حقیقت واحدہ ہے
اور جو کلام میں اختلاف ہے اور اسے تقدہ کے عوض سے حقیقت ہے جو وہیں تقدہ نہیں
کر لیا درست نہیں دیکھئے کلام تحقیق پر ایک وجہ کے لئے چاروں طرف تجرید کرنا ہے
جس کا کھچھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مرکب وجود کے نامور مولود پیدا کرنا ہے جس کا مولود
وجودات مولود وجود و تقدہ کی مختلف درجہ سے جو کلام کو فی اختلاف و تقدہ کا قائل نہیں
اور اس میں بعض گمراہی کو یہ خیال ہے کہ جو حرف و الفاظ جو حقیقت کلام میں نہیں کلام
الہی مبینہ کا کلام میں موجود ہزاروں لغت الہی پر ان کا تحقیق ہونا واجب ہے اور اسے نہ صرف
کے کس طرح درست ہو سکتا ہے ذات الہی اور صفات و اشیاء واجبہ کی چیز کے لئے
حال چکیں اصل اور اس کے ضمیمہ کے لئے مولانا بحر العلوم نے حضرت امام عظیمہ کا
ارشاد دیکھو کہ فی المصاحف معروہ والا حسن عذوق فی المصداق وغیرہ
حال فیہا نقل فرما دے چنانچہ اچھی طرح اس عبارت کی نسبت پہلے تفہیم کر لیا
ہے قراب اس قسم کے قہرات کی بھی کیا پیش باقی ضروری اور حقیقت نہ اس میں حضرت
امام زکریا علیہ السلام و دیکھو کہ فیہا حسن عذوق فی المصداق عذوہ قراب ہے جس
کا مرقع نقل فرما دیا گیا تھا جب اس فقرے سے پہلے جو کلام ایک حقیقت مولانا بحر العلوم
کا کلام جس میں نقل کیا کہ الفاظ کبر کے لئے بدل دینی نہیں ہوتے بلکہ اوسطی شکل پر
صفات واجبہ کے قراب ہے جس پر اور ظاہر ہے کہ اختلاف سے صفت کلام میں تقدہ کو
تسلیم نہیں فرماتے قراب اس ارشاد کے اور خود اس کا نقل صوبہ جلیل القلم نے
دار و جہانجاں پہلے لے کر لیا۔ اور وہ اشکال جو صورت تقدہ و مصداق میں چھوڑ دیا گیا
نہیں کر لیا اور یہی سب ملفف کات ہے کہ تقدہ صفت کا نام ان کے ارشادات سے ثابت
نہیں ہوتا چنانچہ علامہ حضرت امام چشتی کی کلام باعزت نظام ہے جو مدون علی
اور مصداق بحر العلوم میں اس تحقیق کے نقل میں نقل قراب میں جس میں حضرت
امام حسین علیہ السلام نے نسبت صفہ علی تحقیق و مکتوب فی المصاحف معروہ کا نام

[illegible]

دوسرے کہ جو تعین جس سے سبب بیان آج خود الفاظ مراد ہیں اور اس کو بھی ہم
 ایضا مخلوق الاشکاف یہ فرما گئے ہیں اور اسی عبارت میں یہ بھی ہے وہی تمہید
 الشیخ عبد الشکور السالخی ایضاً مابقی وہ جس سے معلوم ہوتا ہے مولانا
 بحر العلوم جس سند میں ان کے ہزاروں میں ہر صاحب قیسہ راہ و حرکت الفاظ
 کو حادثہ قرار دے ہیں بلکہ قاضی کا دم کے کو رکاب قربت پہنچا رہے ہیں کہ اس کا
 اور کسی تقریر کے نہیں یہ فرماتے ہیں وما قالوا حقوا لکننا بدلتہ ونقلوہ عن النبی
 اطہر الامام احمد بن حنبل علیہ السلام فی حدیثہ ان القرآن الذی ہر
 غیر مخلوقی ہو ہذہ الالفاظ المعرفۃ مراد ہر ما ذکرنا والذین جاہرا
 منہم من بعدہم لم یحقوا فی تحصیل معنیہا ظنوا ان ہذا المعنی وہی ہذا
 الذی ثبت قدیمہ حتی لوجہ الطعن علیہ کہ حق حضرت تھو اور متعین شامی ہے
 یہ قول جو ثابت ہوا ہے کہ وہ الفاظ سہرہ کو ذکر فرماتے ہیں تو ان کی مراد یہی ہے کہ
 حضرت امام رضا اور دیگر ائمہ نے فرمایا ہے لیکن متاخرین خیال جنہوں نے اُن کے
 قول طلب میں تہذیب نہیں کیا وہ یہ سمجھ گئے کہ الفاظ تہذیب الی قدیم ہیں جس کی وجہ
 وہ علم ان جوئے کائنات سے توجہ نہیں کر سکا اور ان کو سبب تہذیب کے ساتھ
 حدیث الفاظ کو ثابت کرارے ہیں اور محققین خیال دہرہ حضرت امام احمد علی
 صاحب تہذیب سے اس معنی میں مولانا بحر العلوم کی اس عبارت طویل سے جا رہا ہے
 ثابت ہوا کہ اگرچہ اصل متحمل سے اس کلام کو ہے ثبوت دعا کے لئے نقل کیا گیا تھا
 اور ان کا رد ہوا چند دعوے کا اس عبارت میں تھا امام علی علیہ السلام جو سبب علیہ السلام
 حدیث میں بنا کر نقل کیا تھا الفاظ کا حقیقی معنی کی عبارت کا جو طلب سمجھ گئے
 انکی عبارت رد فرماتے ہیں کہ اس عبارت کو تہذیب بنا کر تھا حضرت وافر علی علیہ السلام
 اور غیر کو پسند ہوا جو سبب اس عبارت سے سمجھ لیا تھا سو وہ سبب کا رد فرما
 دیا کہ اس کے معنی میں یہ اگر مولانا بحر العلوم کے ارشاد کے موافق خود قاضی
 کا حدیث امام علی علیہ السلام میں نقل کردہ ہے کہ قاضی صاحب تہذیب فرمایا جس کی نسبت

ہم نے دعویٰ کیا تھا کہ مولانا بحر العلوم کی نسبت کا مسلک ہے اب جو سبب نہیں جو مولانا بحر العلوم
 پر ہے اگر وہ قریب کا حکم ہے جس کی نسبت اس سے وہاں یہ عقائیت کی اور کیا دلیل
 اس کی برکات کیا ہو جس استدلال کو کر کے اس میں سبب سے مولانا بحر العلوم
 اعتبار مل کر اس میں اور اپنے اعتقاد سے اس کی تعریف کے ہر پہلوں نظر میں ہوا ہے
 کا نہیں کہ کلام سبب عدم اور ارشاد قاضی صاحب میں یہ نہیں بیان کی جاتی ہے اور
 ارشادات مولانا کا عقد کلام قاضی صاحب میں بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا بحر العلوم
 نے سے بالا کمال عرض کئے ہیں مولانا ارشاد مولانا علی شریف نے سے کافی
 ہر کلام یہ کہ وہ معلوم ہو چکا ہے کہ مولانا بحر العلوم کی عرض میں جس حدیث سے حدیث ثابت
 بساطت کلام قاضی اور اس کی تردید صدق کلام مولانا ہے چنانچہ تقریر میں اس کے کلام
 کے بعد کسی عقل کو اس میں گمراہی نہ ہو باقی نہیں البتہ انشاء اللہ ان تہذیب و نقد اس
 اور میں ہے کہ قاضی صاحب کے ارشاد سے رد ہوا مولانا بحر العلوم کی عبارت
 ہر سے اس اور کلام قاضی ان پر یہ کلام طاعت کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ
 تو خود کلام قاضی صاحب سے بالشیخ معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث الفاظ کے معنی
 اور اس کی ہے کہ مولانا بحر العلوم نے قاضی صاحب کے اس ارشاد کو سنہ اور طور
 عقل سے خارج ہوا ہے کہ مولانا بحر العلوم نے الفاظ کے معنی قاضی کی عبارت کو
 کلام قاضی کو اس پر عمل کیا کہ ان کی مراد الفاظ سے کلام قاضی ہے پس الفاظ اور ان میں
 اور یہ کہ صاحب ارشاد مولانا کا کلام نقل کی حدیث قرآن سلوک ہوا ہے جواب
 کلام قاضی کو حادث کہنا بالظاہر الحقیقت درست ہے کہ کلام قاضی کے مذکورہ اور کلام
 سلوک کے صراحت خلاف ہوا کہ اسنے قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر تہذیب ارشاد ہوا
 یہ کہنا کہ امام شری کے نزدیک سبب بھی مسئلہ کلام قاضی حادثہ ہی صحیح نہیں بلکہ
 قاضی صاحب کو اس حدیث میں کلام قاضی یا سبب الذکر ثابت نہ کرنا مستحسن ہے البتہ قاضی
 الفاظ اور وہ ہر کو مقتصد نہیں اسنے قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ سبب حضرت
 شیخ اشرفی کی مراد قاضی الفاظ میں مقابل کلام قاضی کی حدیثیں نہ ہوا حدیثہ لازم

صفة يمكن بها من نظرك الكلمات وتبينها على الوجه الذي ينطبق
على المقصود ومنه الصفة ضد الخرس وهو مبدء الكلام المعنى
وهي غير العلم فانها قد تختلف عن العلم فان كلام الغير معلوم لنا
نفتد شاك به علمنا ولا يرتبط به تلك الصفة متناقل من كلامنا
بل كلامنا هو الكلمات التي يرتبطها في خيالنا الغير وما يرتبه
غيرنا في كلام الغير اذ اقمه ذلك فتقول كلام الله تعالى هو الكلمة
التي يتبها الله تعالى في علمه الا لا يصفه الا لا الذي هو مبدء
تأليفها وتبينها وهذه الصفة قديمة وتلك الكلمات المتأخرية اقلها
بحسب وجودها العلمي اولى بالكلمات والكلام مطلقا ككائن
الممكنات الالهية بحسب وجودها العلمي وليس كلام الله تعالى الا
ما يتبها الله تعالى بنفسه من غير واسطة والكلمات لا تقاب بعضها في
الوجود والعلمي حتى يلزم جدوها وانما التقابل بينها في الوجود
التأخرى وهو بحسب هذا الوجود كلامه لفظي وهذا الوجه هو العلم
يلزم المبدأ اذهب المنقولة مثل ما يلزم على من ذهب المعتزلة من كون كلام
الله تعالى قائما بغيره وعلى من ذهب الكرام من كونه تعالى محلا
للعوادة وعلى من ذهب الخنابلة من قدم الشرح والاصوات مع
بداهة تباينها وتقدمها على ما هو ظاهر كلامه وعده في الاشاعرة
من ان اللفظ احوال الشرح وليس كلام الله تعالى بل بعينها وعلى ما
قال به المصنف كلام الشرح من ان الاصوات معكم كلها من الاعمال
السيالة قائمة بذاته تعالى من غير ترتيب والترتب فيها القصور والالفة
فانه يورث الى مسطرة ولا يلزم على ذلك ما رتب المصنف على مقتضى
الاشاعرة من التحد وادوات فان حينئذ يكون كلام الله تعالى وانكاز
كلمات ما بين الدنوس كلام الله تعالى يكون كما نكاز من ما بين احوالها

و حال عرض کرد که اگر کسی جواب کی حاجت معلوم نہیں ہوئی البتہ یہ عرض کر دینا کافی
 قضا شدہ کہ قابل معلوم نہ ہوتا ہے کہ کلام فی سنت ذاتی کے معنی حسب ارشاد
 مولانا بحر العلوم در حق دوران عہدہ ہونے ہیں اور قدہ رکنا بدیں بھی کافی
 تفصیل سے گذر چکی ہیں ان کو ضرور ملحوظ رکھنا چاہئے اہل معتدل کو جہاں وہ نظر نہیں
 پیش کرتے ہیں ان کو ایک نئی مثال بھی پیش کرنا چاہیے کہ کسی کی کیفیت انکسار
 ان کے تو بہن انکسار نہیں ہوئی چنانچہ اسرار اسرار میں کرنا کلام بحر میں یہ کہ ہے اور
 اس بحث میں بھی غرض یہ اسلی بحث کرنے والی ہے اور چونکہ اس اور بھی کسی کو
 آئے والی ہیں اس لئے اس کا محض ذکر کرنا ضرور ہے اور صاحب تہذیب اور اعلیٰ قاری اور حضرت
 شاہ ولی امر صاحب اور امام ابن حام اور امام علی اور قطار سعد الدین و زکریا علیہ السلام
 وغیرہ نے بھی تصنیفات میں کلام الہی کی مثبت علی مولانا بحر العلوم وحدہ کو ذکر کے
 قابل ہیں اور قدہ رکنا بدیں و نظام رکنا بدیں و اشعار سے مدعو ہونے کے اس کے منکر
 چنانچہ مولانا بحر العلوم نے صاحب تہذیب کا ذکر کیا کہ اس میں اس بیان فرمایا ہے اور
 عبارات سے سابقہ کے لحاظ سے بھی اہل انصاف کو انشاء اور معنی ہر جائز کلام پر م
 ضرورت و خوف عدالت و دلالت اس کے ترک کر کے یہ عرض کرنا ہوں کہ صاحب
 امر واقف نے وہاں کیا کہ میں قرآن کو قدیم کہ ہے اور اس کو قدیم کو مستحب و مقرو
 و قدیم و مضاف کے ساتھ مصحف فرمایا ہے اس پر یہ شریف فرماتے ہیں وہی
 القرآن با قدیم و مضاف بیا بدل علی انہ ہذا العبارات المتعلوۃ کما
 ہو عند حب السلف حیث قالوا ان الحفظ و القراءة والکتا تہذیب
 لکن متعلقہا اعنی الحفظ و المقرو و المکتوب قد یروا فی آخر مقالہ
 اب اس پر غرض تھا کہ فرماتے ہیں کہ یہ شریف کا یہ ارشاد منکر و عبادت کے قدیم
 ہونے پر غرض یہ ہے کہ اس کا جواب تحقیقی قابل قبول اہل انصاف تو یہی ہے
 کہ مولانا بحر العلوم متحققین نے اس کے الفاظ مقروہ کے قدیم کو کہنے کی توجیہ کر کے
 ہیں اور اس میں شاربہ صاحب میں نظر کرنا کہ اس کی محض تہذیب و مضاف کا کلام نہیں

و کلام غلطی کی طرف اشارہ ہے جس کی تفصیل لا ابحر العلوم کی کلام میں عرض کرنا
 ہوں اور اس میں جواب کافی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حسب تعلیمات مسند و مکرر و ملحوظ و کلام
 اطلاق سے حدیث الفاظ پر ہی درست ہے بلکہ کلام فی باطنی انانی کہتے ہیں کہ
 عرض کرنا کہ اس میں اب عرض یہ کرنا کہ یہاں یہ شریف کی اور عبادت سے سابقہ ہونا
 کی طرف اشارہ ثانی نے یہ نظر تائید عبارت سالامہ و کلامی حدیث پر فرمایا جس کی
 کیفیت عرض میں پہلی اب ایک عبارت طارہ سعد الدین و الدین کی جس کی تائید میں
 امر غلطی کی پیش کرتے ہیں کہ یہ منقول ہے و ذهب بعض المحققین الى ان
 المعنی فی قولہ مثلاً کلام اللہ تعالیٰ یعنی قد یرایس فی مقابلۃ اللفظ
 حتی یزدہ بہ مدلول اللفظ معنی وہ علی فی مقابلۃ العین و المراد بہ ما لا
 یقر بہ انہ کما تر الصفات و مراد ہر ان القرآن اسو اللفظ والمعنی
 شامل لہما و ہو قد یو لا کما تر عندہما جملہ میں قد نہ مقرر المواقف المرتب
 الاجز فانہ بدی الاستحسان للقطر و انہ لا یمن التلفظ بالین من بسم اللہ
 الابدال التلظظ الیاء و المعنی ان اللفظ الفا قد بالفسر لیس مرتب الاجزاء
 فی نفسه کالفا قد فیفس لیاظمن من غیر ترتیب الاجزاء و قد نہ المعنی علی
 البعض والغرب انما یحصل فی اللفظ و القراءة بعد و مساعدا لآلہ و ہذا
 معنی قولہ المقروہ قد یروا لقراءة حادثة و ما اللفظ توید انہ اللہ
 تعالیٰ فلا ترتیب فیہ حتی ان من معہ کلام اللہ سمعہ غیر ترتیب الاجزاء
 بعد و احتیاجہ الی الالہ و ہذا حاصل کلام تہذیبی و احتیاجہ
 یہ وہ تو سہو کلام و صرف کلامی صاحب کی تائید کرنا میں مگر قدہ کلام غلطی و منکر
 کلام غلطی میں اس کلام سے ثابت نہیں ہوتا چنانچہ امر اول کا نقل عبارت سے
 مقصود ہے بلکہ یہ کہ قدیم و مضاف ہونا ہے و یہ کہ ہونا کلام و مضاف کلام
 میں قدیم و مضاف المواقف المرتب الاجزاء فانہ بدی الاستحسان الخ و ہذا
 علی التبع اول ہے چنانچہ ہم نہیں لفت اول کیا ہے کہ اس کے پیش فرماتے ہیں اور

جنہر کامل دیکھ کر میں معلوم ہوتا ہے کہ اول ابدال نے اس عبارت کو فاعل و مفعول
 پر نقل کر دیا ہے۔ عبارت ثانی نے مراد لایا جو اول مدرس کی کلام کو نقل کر دیا تھا۔ مقصود
 بالکلام کی طرف اصداق ہے نہیں کی علامہ صدیقین کی عرض ہے کہ بالفاظ کلام کلام
 نقلی یعنی جس سے جاری نہیں اور اس امر کی تائید میں قاضی صاحب کی کلام میں ہے
 کہ مقدم کلام نقلی سے اصداق عبارت نہیں بلکہ سابق ہے سابق سے حدیث کا مفعول
 پر اشارت ہوتا ہے اور علامہ کے مخرج کی دلیل بلکہ مرادھوان القرآن اسم اللفظ
 والعرض شامل لہما ہو قد لیسے کہ یہ کلام ہے کہ قریب لغوی معنی دونوں کو شامل ہوا
 کہ ظاہر ہے کہ لفظ اطلاق دونوں پر لفظ ہی حقیت ہر کلمہ میں جبہ ان شامل لفظ
 المعنی کو مقدم کر دیا کہ اطلاق کا خیال پیدا ہوا تھا اسلئے علامہ نے قریب دیا کہ لفظ بعض
 حتماً کہ کوئی یہ نہ سمجھ جائے کہ لفظ کلام منطوقہ قدیم میں کہ کوئی کلام قدیم کہنا تو یہی لفظ
 ہے کہ کلام قاضی صاحب میں اس لفظ سے مراد لفظ معنی ہے جو کلام انشائی عبارت
 قریب لفظ کلامہ نہیں لفظ قاضی صاحب کا لفظ نہیں اور جو کسی قسم کا مقدم تھا نہیں کی تا
 بلکہ عبارت ایک وقت میں موجود ہے جس سے ہی الفاظ قرآن موجود ہیں علامہ لہجہ
 کو مثال دیا ہے اور مقدم کر دیا کہ لفظ معنی ہی الفاظ منطوقہ میں پیدا ہوتا ہے چنانچہ
 یہ عنوان بالتحقیق کلام لہجہ میں موجود ہے اور اس کے آگے کی عبارت سے کلام اول ہے
 نقل نہیں کیا یا بدعا محض اس امر پر دل سے ہو جو جہل لمن یعتقد لفظاً قائماً
 والنفس علی مولف من المعروف المنطوقہ والحقایق المشروطة وجود بعضہا
 بعد ما بعض ولا من الاشکال الدلیلیۃ العادلیۃ وجہ لا تتعقل من
 قیام الکلام نفس الحافظ لا کوں صدور المعروف عزوۃ مرئیتہ ف
 خیالہ حیث اذا التفت الیہا کانت کلاماً مولا من اللفاظ مخفیۃ او
 نقوش متعریۃ وادی لفظ کانت کلاماً مولا معنی ہوا انتہی اس سے صاف
 سمجھ میں آئے کہ لہجہ میں قریب لفظ لفظی لفظ معنی و الفاظ متعریۃ معنی
 نہیں ہوتی و لفظ معنی کے معنی کے لئے کہ حرف الف تالیف سے لفظ معنی میں ہوتی

نہیں لیکن جب حرف محذوف فی الفاظ کی طرف بالتحقیق لفظ کی جانگی تو اس وقت
 وہ کلام بدعا تھا۔ اختیار سے یہ عبارت کلام لفظی اور جب لفظ کی عبارت لہجہ میں
 وقت مخرج اور الفاظ منطوقہ سے مرکب ہو جائے گی کلام متشاد و فی حدیث الفاظ کی مکرر
 تکرار سے قریب ہے میں اور کلام قاضی صاحب میں جو الفاظ کو قدیم کہتا ہے اس سے لفظ
 نفس مراد نہیں ہے اور صاحبان متعزل کی مطلب پر ہی جب یہی جب اس
 الفاظ لسانی اور عربی کی قریب کلام مراد ہوتا ہے جس سے علامہ مراد و اشارت علامہ سے
 عبارت ہو گیا اور مقدم کر دیا کہ قریب لفظی و معنی لفظ کلام لفظ معنی دونوں سے
 قریب کرنا صحیح اور سابق ہے قریب لفظ کلام علامہ نے جو کلام نقلی عبارت و لفظ معنی
 کو مراد لیا ہے وہ قدیم ہے مگر اعتبار پر لفظ معنی لفظ کلام قاضی صاحب میں لفظ کلامہ
 اور قاضی صاحب کی مراد لفظ ہے یہ کلام ہے قریب لفظ اطلاق میں اور عبارت متعریۃ
 بالسنن المعرفہ قدیم لفظ الفاظ کلام کے معنی میں علامہ متشاد و فی قریب ہے یہ معنی
 سے مراد کلام لفظی کہ ہے اور قریب لفظ کلام لفظ معنی مقصود ہے اور یہی عبارت جو حضرت
 مکرر میں کہ عبارت قریب اشارت و علامہ کے مراد قاضی صاحب کی کلام میں قریب
 ہو لفظ کلامہ کہ عبارت سے کلام نقلی اور مقدم کر دیا کہ قریب لفظ کلام لفظ معنی
 اللفظ کو واد معنی کی عبارت سے مراد ہوتا ہے قریب لفظ کلام لفظ معنی مقصود لفظ الفاظ متشاد
 علامہ نے کہ کلام قاضی کو مراد ہوتا ہے ہمارے مطلب کے موافق بنا دیا جو کلام لفظ
 بجز العلوم سے ہی اشارت ہوا تھا قریب عبارت ہمارے مقابلہ میں ان دونوں کلام متعریۃ
 بہت عجیب عبارت عبارت قاضی جبکہ مراد لفظ معنی ہے قریب عبارت عجیب
 عبارت کافی سمجھ کر نقل کیا قاضی کے مقابلہ میں اگر ہم ان دونوں عبارت کو پیش
 کرے تو سمجھا جائے کہ ان دونوں صاحبوں نے اگرچہ اشارت قاضی صاحب کی
 پر ہی تصدیق فرمائی لیکن جیسے نقل فرمایا کہ جو عبارت ہمارے موافق اور ہر دو
 عبارت کے مقصود کے خلاف ہے اب اشارت ان صاحبوں بالانصاف کو یہی ہے جس
 صاحب کی کوئی تصدیق نہیں ہو رہی کہ جیسا کہ علامہ نے اشارت فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کلام

کامیابی کی تصدیق فرمائی وہ دوسری مجلس پر پہنچا کہ اسے موافق سے مل گیا کہ اس کا بدل
 کر کے تصدیق فرمائی ہے حال میں منزل کو مقرر ہوئے گئے سوا کوئی شے نہیں چاہی تھی
 مگر یہ کسی بیوہ سے اختلاف تھا بعد ازاں صلوات سے حاجت حاصل ہو کر اسے بدل
 کیا تھا یہ سبھی ہر دو مجلس سے قطعیہ دیکھ کر ہر مجلس کا نام کاغذی صورت کی تصدیق فرما
 دیا ہے میں ان عبارات کو اپنے ثبوت و دعائیں پیش کیا وہ اور اگر کوئی کھانا صحابہ پر
 نصب ان میں مسئلہ کو جو کہ اسے تمام ملنا کچھ العادہ اور عمارتہ العادہ کے بیان
 کے میں تسلیم نہیں فرمایا اور ان صاحبوں کو مخالف جو بعض کہیں تو ان
 صاحبوں کے لئے بھی جواب مناسب ہے جو اختلاف عرض کر چکا ہے اب ناظرین
 کی خدمت میں عرض ہے کہ ناظرین کا چوری اور عمارتہ کی لئے جس قدر لایا گیا
 غیر تمام کا نام لکھی ہے اسے راجع نہیں بلکہ فراموش نہیں ان سب کے کلمات
 سے جو بعد ازاں اختلاف ہو گئی اور ان میں انصاف پر روشن ہو گیا کہ کوئی عبارت ہمارے
 مدعا میں ہے قول ہمارے خلاف نہیں بلکہ ہمارے خلاف ہے لہذا ذکر یہ کامیابی ثابت ہو
 یا فراموشی ثبوت و دعائیں کا عمارتہ کی لئے تو نقل عبارت چند فراموشی کا بیان
 پیش کرتے ہیں کہ صاحبان محنت کا یہ مذہب ہے کہ تمام الفاظ شرط ہے اور ہر
 ہر بات میں ہی پیش کرتے ہیں کہ ہر مجلس سے کہ اس میں کچھ غرضی کے وجہ کے منکر
 میں اس قرابہ صاحب ہے کہ تمام نام لکھی عبارت میں ہر مجلس کے ہر مجلس کے
 ہی کے مذکور میں جس کے مذکور و قدم میں کچھ کرنا حاصل سے تصور نہیں تو اب
 بالبعد و بعد ہر مذکور صاحبان و امراء و اصحاب صاحبان سے جو بقایا میں مذکور
 کا لفظ فرمایا ہے تو یہ نسبت کا نام لکھی اور لکھا ہے کہ عبارت میں کہ مذکور
 الفاظ کو تصدیق کلمات کے پورے طور پر بیان کر چکے ہیں فراموشی و انصاف اپنے
 کیا سات و قرآن کا ذکر جواب دہ کیا جس میں ہر مجلس میں ہر مجلس کا نام
 جب ہر مجلس کا نام لکھی کی اس میں تیسرے مذکور کے لئے ہے جو کہ اس کا سب
 میں ہر مجلس کا نام لکھی کی طرف متوجہ ہوا بعض فقرہ مذکور ہوتا ہے اور

ہے تو کہ اور اگر حسب قبل ہے سے ہزار کے اور عمارتہ و مذکور کا نام لکھی ہو
 اور امراء کا نام لکھی ہو تو اول یہ کہ اسے تو کوئی شخص جس سے ثابت کر سکیں اس
 خلاف لایا کہ استنباطات پر قناعت نہ فرماویں کہ یہ کیا امر اعتکادات میں ہو ہے
 اور امر اعتکادات کی سبب استنباط سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے کوئی شخص
 یا چاہئے اور اسے مقرر ہے کہ لایا کہ سبب ہی کی تصدیق حاصل کریں مگر جبکہ لایا
 مذکور کہ لازمی قول کو ان کا عقیدہ خیال کریں اس لئے جو نزدیک بعض کا نقل
 قابل قبول ہے بلکہ اگر تفسیر کی فرمائیے تو قول کاغذی کو اپنے ثبوت طلب
 کے لئے خواہ عمارتہ و لازمی مدعیان کو سبب اچھا ہے تا مگر جو ان امور سے قطع نظر
 کر کے ارشاد حضرت امام غفرلہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا کہ میں اس
 امر کا جواب عرض کر چکا ہوں اور یہاں بھی اسی قدر عرض کرتے دیکھ میں اس کا
 صاحبی نقل امام احمد کے زمانہ میں چکر مشورہ کا طور مذکور ان کے مذہب کا شیوع
 اتفاق ہوئے ہر مصلحت ایسے کلمات سے بھی اجتناب ضروری تھا کہ جو مذہب
 مشدود اختلاف عوام میں لایا کہ جب دوسرا مذہب لایا اور بعض حکم عقل اس مصلحت اور
 غرض حاصل کی کہ سمجھئے اور افعال مصلحت کو قدم الفاظ پر محمول کرنے کے لئے غرض وقت
 مذکور و اگر ان کو راہ راست چلا لیا جائے اور عدالت الفاعل تصحیح کیا جاوے جو کہ
 چہ جس میں غلط ہوئی ہے وہ تو افعال مصلحت اور مصلحت کے خلاف غلط ہی کو
 خلاف حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ اب ارشادات کو تو یہ سمجھتا ہے کہ میں اور اختلاف
 کہ تفسیری جو کہ ہر مصلحت مذکور رہا کہ اس سے حق میں ضروری تھا خیال کرنا
 میں دیکھئے ایسے امور کو کہ اسے امام غفرلہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھتا ہے کہ
 کہ چکی ہے چنانچہ امام زہدی کے اس قول سے جبکہ بعض ثانی نے نقل کیا ہے
 یہ امر متفق ہے ہوتا ہے علماء حضرت امام غفرلہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا نقل فرمایا اس سے
 اور ناگفتہ بہ سمجھئے کہ حضرت امام غفرلہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ امر
 جتنا ہی راجع اور علیہ کا تفسیر ہے کہ جو الفاظ مذکور انہوں نے تہذیب و تہذیب کا

انوار اودان کے ساتیس فی الفیق و فی الارض بالکل چکر حضرت امام حسن علیہ السلام کے زمانہ میں
 متولدہ خلافت دور میں چکا اسنے انظار میں سے بھی اجنباب اور عقلا اور بعض
 حضرت کے سامنے میں جب دوسری جانب سلطان ہونے لگا تو ان کے مناسب
 انوار میں انما سب نظر آتا چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ میں نقل فرماتے ہیں میں
 بعد ہم ان انصاری خالفت احمد و ابی کمالہ بل من انہ برکلامہ لہو
 فیہ خلافا معدودا کن لہو العالون شافہ اذا البیل فی مریدہ عنہ یکنون کل
 کے لادہ فی ہر ہادون مایقا بلہما فلما ابی علی احمد بن یقول انظر ان
 خلق کان اکثر کلامہ فی الرد علیہ و حتی بالہ فکر علی من یقین
 ولا یقول خلق ولا غیر خلق و علی من قال لفظی بالقران مخلوق
 لتلا یہ رد جن لک من یقول انظر ان لفظی مخلوق مع ان القرآن یتلو
 لا یخلف علیہ لکنہ قد یخلف علی البعض و اما البخاری غایت علی میں ہوا
 اصوات العباد غیر مخلوقہ حتی بالہ بعضہم فقال والحداد والورق
 بعد کتابتہ فکان اکثر کلامہ فی الرد علیہ و انتہی العرض سلفہ
 جو پیچیدہ یا حق و مناسب وقت فرمایا اور جو امام کو غلط فہمی سے بچایا چنانچہ امام
 اس کے حال میں منقول ہے وقال لہ المرودی لما اراد ان یقنہ مود
 للضرب یاوسناذ اللہ تعالی ولا یقتلوا النفس کو فقال یاہر و
 اخیرہ انظر ای شیء فی قال فخرجت الی بیعة دار الخلیفۃ فرایت
 خلیفۃ من الناس لا یخفیہ عدد و ہد لا اللہ عز وجل والصعب فی الیم
 ولا قلام و الحار فی ادرع تم فقال لہ المرودی ای شیء تعملون فقالوا
 نقتل ما یتوکل احد فنکتبہ فقال المرودی من کان قد دخل الی احد
 قال لہ ایت قوا یا بد یہر للصعب ولا قلام یتظرون ما تقول
 فیکتوبہ فقال یاہر و دی اضل ہولاء کلہم اقل نفسی ولا اضل
 ہولاء کلہم انتہی اور دوسری ہی وجہ سے قسم کے شہادت کی یہی ہے کہ

اس زمانہ میں اس قسم کے الفاظ کے دوسرے مشہور تھے جو کہ سنوں کا نسب تھا
 تو یہ چنانچہ ان عرفیان کو منع فرماتے تھے کہ اسلی سنے رست ہوں مثلاً آیتہ کرام
 اور بد اگر کفر مطلقا نہ کہنا جائز ہے تو سب ہانت ہیں کو مانی اور بعضہ علی کے سبب
 کہنا جائز ہے سو جو کلمہ مطلقا و مطلقا قرار دے و قدر سے ایک ہی سنے اکثر سمجھتے تھے
 تھے انھیں جس قدر امامین کو فرقی پہنچتا ہوا شواہد انامہ امام احمد سے یہاں تک
 منقول ہے کہ انہوں نے مطلقا و مطلقا میں جو مخلوق فرمایا اور میں جانتا ہوں کہ مطلقا
 تو حضرت مستور علی بن ابی حمزہ مخلوق نہ فرماتے ہی وجہ ہے کہ سب تکلف مانی
 اور اختلاف مخالفین حضرت امام احمد سے جو بات مطلقا سب تمام منقول ہیں کسی
 مطلقا الفاظ کے مخلوق کہنے کو منع فرماتے ہیں کہ اگر کہہ لگتے ہیں اور میں میں قال
 لفظی بالقران مخلوق یہ وہی بہ القرآن فہو کا قرار دیا کرتے ہیں جس کے لیے
 میں موقوف فرماتے ہیں قلت فہذا تقدید حقیقہ عنہ یا نہ عبد اللہ و ہو
 قبلہ یہ وہی بہ القرآن قد غفل عنہ خبرہ اور بعض اوقات میں لکھوں
 کے مقابلہ میں جو کہ الفاظ اسطر کو قدیم سمجھتے تھے الفاظ کے مخلوق کہنے کی پشت
 ممانعت فرماتے ہیں الحاصل میں ابن کو فرماتے ہیں کہ ان عبارات متعلقہ حسب اشارہ
 مقتدا یا ان سلام ہوا وقع و صاحبہ سمجھیں اور اپنے عمل پر محمول فرمیں سب فہم
 سلیم اور فقہر ساحت علامہ سے محقق ہو گیا کہ کلمہ مطلقا و مطلقا قرار دے و قدر اور کتابت
 کو سب چہ مانی مذکور و سابق میں متحمل ہونے میں تو اب و میان عالم کو ان کی کتب
 میں کیا وقت ہے اور ان کا مطلب مناسب مقام سمجھنے کیا ہوا شوی ہے اس فرقہ
 کے مقتدا کہنے میں انشاء اور سبب ہوا بل سنت میں کوئی خود ارادی اور شکافی نہ
 نہیں اور دوسری نظر اس پر ہے کہ جہاں الفاظ مطلقا و مطلقا ذکر نہیں و غیر نظر فرمایا تو
 مثل علی سے منقول ای ہی جہت ہے چنانچہ کسی کا قول ایت تکاب صحیح و صحابہ مطلقا مقررہ
 مطلقا و منزل تو در کتابت مطلقا و منزل اور دوسری جہت تمام ہر مایا جو کہی اور
 ماقبل میں نہ رہیں کہ کتابت امام جعفر علیہ السلام کے نقل قول کے

قرآن میں فرماتے ہیں فہاتان الشکاکان نصرحان بان اما عبد اللہ احمد
 بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہری ما خلا الف من ہب المحققین من
 اصحابنا الا ان کان یستحب قلة الکلام فی ذلک وقرآن الحق فیہرم
 انکار ما خلا الف من ہب البجا عنہ انہی امام احمد کاسی عالم لفظ کجہر وکمال
 کے خلاف کہنا یقیناً سورہ رکاب جیسے جہاں قرآن کا نقل یہاں تک کہ سب کے سامنے
 اور قاریوں میں متنازعین کے مابین اختلاف کریں اور اس قدر کہ ان کے کتب میں
 اگرچہ قرآن و فضائل و برکت سے قیصر کریں اور جس پر حضرت سلف حکم کر چکے ہوں
 ماری کریں کہ سکوت کر دیں یا مستحق علیہ عتاب ہیں بشع و عادت بہت ہی مبالغہ
 پر تھے یہ شعر جو شیخوں میں منقول ہے اس میں کلام غلط ہے سخن شائس بڑا بے خطا تھا
 اس بار میں اور بھی عبارات بہت کثرت موجود ہیں کہ روایت فرما دے جیسے یہ بھی قرآن کی ہیں
 قرآن میں ہے انھیں ان کے لئے انشاء اللہ قرآن کا کافی ہیں اور تم کو یہ ہے کہ صاحبان
 و فضائل ان تصریحات سلف کو دیکھ کر جس میں غلطی و الفاظ کو قید فرمایا ہے اب بھی
 غلطی میں مبتلا نہ رہے بلکہ انشاء اللہ بقدر سلف کے ہر حق ان میں تعظیم و تہجد کا
 اہل عقل سے توجہ عبارات و وجہ کی بنا پر استدلال و رد و ثبوت ہی ایسے خود بخود
 وہ انھیں سیرجہ حاضر نقل کئے ہیں ان کو یہ ہے تو خدا معلوم کیا اہل وقت پر کر کے
 کہ جو کہ جو حق حق منقول ہے عقل اصول کو انعام و فناء مقصود نہیں اور جو کہ وہ
 اقرار ہوا ہے مگر اس کے موافق ہیں اس لئے جو کہ ان کے اظہار سے کوئی امر مانع نہیں
 اور شریک سلف کو معرفت قرآن کا ہونا مقصود ہوتا اور اقوال کا بغیر قرآن کے
 ہرے قرآن کو سلف قرآن کی مخالفت نہ تھی نہ صاحبان کو قرآن عبارات میں سے
 جو کہ مرقع مستمال میں قرآن فوہی کی قرآن ہی نہیں ہے اور ہم نے یہ کہ جو عبارات
 جہاں ان صاحبان کی اس موافق معلوم ہوئی ہیں انھیں ان کے کتب سے لایا ہے
 جس سے وہ وہیں ان میں نہیں ہے بلکہ ان کے ان کا مطلب و مقصد قرآن کا بیان
 ہے تو صاحبان کے کتب میں ان کے کتب میں ان کے کتب میں ان کے کتب میں ان کے کتب میں

قرآن میں فرماتے ہیں فہاتان الشکاکان نصرحان بان اما عبد اللہ احمد
 بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہری ما خلا الف من ہب المحققین من
 اصحابنا الا ان کان یستحب قلة الکلام فی ذلک وقرآن الحق فیہرم
 انکار ما خلا الف من ہب البجا عنہ انہی امام احمد کاسی عالم لفظ کجہر وکمال
 کے خلاف کہنا یقیناً سورہ رکاب جیسے جہاں قرآن کا نقل یہاں تک کہ سب کے سامنے
 اور قاریوں میں متنازعین کے مابین اختلاف کریں اور اس قدر کہ ان کے کتب میں
 اگرچہ قرآن و فضائل و برکت سے قیصر کریں اور جس پر حضرت سلف حکم کر چکے ہوں
 ماری کریں کہ سکوت کر دیں یا مستحق علیہ عتاب ہیں بشع و عادت بہت ہی مبالغہ
 پر تھے یہ شعر جو شیخوں میں منقول ہے اس میں کلام غلط ہے سخن شائس بڑا بے خطا تھا
 اس بار میں اور بھی عبارات بہت کثرت موجود ہیں کہ روایت فرما دے جیسے یہ بھی قرآن کی ہیں
 قرآن میں ہے انھیں ان کے لئے انشاء اللہ قرآن کا کافی ہیں اور تم کو یہ ہے کہ صاحبان
 و فضائل ان تصریحات سلف کو دیکھ کر جس میں غلطی و الفاظ کو قید فرمایا ہے اب بھی
 غلطی میں مبتلا نہ رہے بلکہ انشاء اللہ بقدر سلف کے ہر حق ان میں تعظیم و تہجد کا
 اہل عقل سے توجہ عبارات و وجہ کی بنا پر استدلال و رد و ثبوت ہی ایسے خود بخود
 وہ انھیں سیرجہ حاضر نقل کئے ہیں ان کو یہ ہے تو خدا معلوم کیا اہل وقت پر کر کے
 کہ جو کہ جو حق حق منقول ہے عقل اصول کو انعام و فناء مقصود نہیں اور جو کہ وہ
 اقرار ہوا ہے مگر اس کے موافق ہیں اس لئے جو کہ ان کے اظہار سے کوئی امر مانع نہیں
 اور شریک سلف کو معرفت قرآن کا ہونا مقصود ہوتا اور اقوال کا بغیر قرآن کے
 ہرے قرآن کو سلف قرآن کی مخالفت نہ تھی نہ صاحبان کو قرآن عبارات میں سے
 جو کہ مرقع مستمال میں قرآن فوہی کی قرآن ہی نہیں ہے اور ہم نے یہ کہ جو عبارات
 جہاں ان صاحبان کی اس موافق معلوم ہوئی ہیں انھیں ان کے کتب سے لایا ہے
 جس سے وہ وہیں ان میں نہیں ہے بلکہ ان کے ان کا مطلب و مقصد قرآن کا بیان
 ہے تو صاحبان کے کتب میں ان کے کتب میں ان کے کتب میں ان کے کتب میں ان کے کتب میں

تسلیم کرے میں کہ کلام نفسی صحت ہے یا واجب عقلی بھی مملکت خطیہ اذکار میں اور
 کہ میں میں مدد صحت اذکار ہے لیکن اتنی بات سے کہ کلام عقلی کا انتقال
 کو ان میں طرح بہت نہیں مگر توفیق و کمال کی تفسیر سے ثابت ہوگا کہ کلام عقلی کا
 معانی و مکار کلام عقلی کے صحت و کذب کے لئے نہیں اور مزاج سے نہیں کلام کلام
 نفسی میں صرف عقل و علم ہے اور کلام کلام عقلی معلول اور کلام موقوف ہے اور جب
 جانتے ہیں کلامات کا انتقال عقلی معلول کے انتقال عقلی کو مستثنیٰ نہیں ہونا وہی
 عدم واجب و عدم عقل اول کی مثال مروجہ ہے جسکر ان صاحبوں نے یہ بیان بھی تفسیر
 میں نہیں موقوف پر بیان فرمایا ہے عقلی یا مروجہ و شکستہ کلام موقوف علیہ کا انتقال
 عقلی موقوف کے انتقال عقلی پر نہایت لیکہ عقل موقوف کے انتقال عقلی کے لئے لکھا کہ
 مستثنیٰ کلامات عقلی عقلی عقل ہے تو اب انتقال عقلی کلام نفسی عقلی مملکت
 جواز علیہ الفاظ و اطلاق مکرر و مزاجت پر و امر کی تسلیم سے کلام عقلی کا انتقال
 باقیہ اور اس طرح جواز میں مدعا ہے اتنی بات سے انتقال عقلی معلوم نہیں کیا گیا کہ
 یہ کیا جو کہ روان کی تصریحات کے بھی خلاف ہے باقی شائع مقاصد کے اس پر شاہد کو
 و طریق احوال و احوال و جوف کلام لا متقطر من الحروف المسبوعہ انہ
 عبارة عن کلام لا مانع و جمیع الصدق و الکذب الی ایچے جو کہ شائع
 حقیقت سے ثبوت انتقال الکذب فی الکلام نفسی کے بعد بیان فرمایا ہے پیش کرنا
 اور ان کا یہ طبع ہے کہ کلام انتقال کلام فی الکلام نفسی سے کلام کلام عقلی کا انتقال
 عقلی ارشاد مذکور سے ثابت ہوتا ہے بعینہ وہی ہے کہ وہ اور وہ کہ جواب میں
 کسی جواب کے لئے چار روایاں کہا تھا بنظر انصاف ارشاد مذکور سے نقد یہ ثابت
 ہوتا ہے کلام نفسی کا انتقال الکذب ہونا ثابت ہو گیا جو کہ صریح و کذب کو کہتے
 صریح ہے تو اب و کلام و عبارت اس و اول ہوگی وہ بھی منتقل الکذب ضرور ہوگی انتقال
 ذالی کلام کلام نفسی کے لئے کوئی دلیل اور دیکھ دیکھ و نہایت جو کہ اس کے کہ میں عقل
 احوال عقل ہے کہ میں کو نہ ارشاد بننے کے لئے اس پر احوال کلام ہے کہ میں احوال

انتقال نظر ہی اس امر میں مشکل کر کے کہ اس سے انتقال عقلی مراد ہو اور یہ جواب اس
 بیان سے کہ شائع مقاصد کے کلام کا مطلب جو کہ غیر لاجرمی نہیں ہے وہی تسلیم
 کر لیا جائے و نہ حسب سبب مذکور و بالاسناد کو لازم سے کہ اول پر شائع کلام
 نفسی سے شائع مقاصد کے کیا غرض ہے اور اس میں کہ شائع انتقال تصریح ہے یا نہ
 تصریح شائع ہے کہ چنانچہ عقلی کلام میں نہیں عقلی کلام کا کلام عقلی ہی انتقال
 تصریح ہی مقصود ہے تو یہ کہ اس سے کلام عقلی میں کلام کلام انتقال عقلی ثابت
 کہ ثابت ہی عقلی ہے و معاہدہ الا لایلائے عقلی و التماس مولف کلام
 اس میں کے ثبوت کے لئے یہ فرمایا کہ منہ کلام علیہ البتہ و الا لا ممکن کلام الکلام
 النفسی ایضا لہذا عقلی کلام کلام عقلی کا انتقال الکذب سے کلام کلام نفسی کا کلام
 لازم و آری شائع باطل ہے کہ نہ کو کلام نفسی انتقال عقلی کلام کلام انتقال عقلی کو
 تو تسلیم کر کے میں اور جواب انتقال عقلی کلام کے خلاف ہے انتقال عقلی ہی عقلیت
 کے ضابطہ ہے کہ کلام کلام عقلی کے مقاصد عقلی اذکار سے ہوتے ہے عقلیت کلام کلام
 نفسی کی کو لازم کہ عقلی ہے البتہ کہ عقلیت کلام کلام عقلی کا تسلیم کر لیا جائے تو
 مذکور یہاں کلام کلام اصلاح کلام کے لئے صفات مذکورہ کلام کلام اس کی باقی
 اور امکان کلام کلام نفسی کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 سے اگر امکان کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 عقل اول سے امکان کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 بھی باطل کہ ہے اس باقی مملکت ثانی کا یہ کہ کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 اگرچہ حریف الکلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 کے مقصود میں عقل و کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 یہ حریف انتقال عقلی کے معانی ہی نہیں کہ کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام
 جو اس کے کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام کلام

یہ صحت سے کہلا رہا ہے کہ اس کتاب میں یا نہ ہو کتابت کے اگر حق تعالیٰ شاہد ہو
 قدرت کا یہ فیصلہ ظاہر ہے اور اس کی وجہ سے وہ نام و نشان کتابت سے کوئی کلام نہیں ہو سکتا اور
 اس کلام کو حسب کمالہ جو حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا وہ نام و نشان کتابت کے کلام یا حضرت
 ائمہ کے نام سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 حضور اور ائمہ کے نام سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 صحیح کلام اور کلام ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 بالبرکت نظر کرتے ہیں یعنی یہ کیا ثابت ہو گیا کہ کلام کسی کسی شخص کی طرف منتسب ہیں کہ
 علامہ کا یہ تالیف منسوب ہو کر ہے یا اسے کسی شخص کی طرف منسوب نہ ہو کر اسے کلام ہے
 یہ فیصلہ ہے جو اسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا ہے اور اسے کسی شخص کی طرف
 اسے فیصلہ ہے جو اسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا ہے اور اسے کسی شخص کی طرف
 اور بالکل علیہ السلام کے نام سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 یہ صحت سے کہلا رہا ہے کہ اس کتاب میں یا نہ ہو کتابت کے اگر حق تعالیٰ شاہد ہو
 قدرت کا یہ فیصلہ ظاہر ہے اور اس کی وجہ سے وہ نام و نشان کتابت سے کوئی کلام نہیں ہو سکتا اور
 اس کلام کو حسب کمالہ جو حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا وہ نام و نشان کتابت کے کلام یا حضرت
 ائمہ کے نام سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 حضور اور ائمہ کے نام سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 صحیح کلام اور کلام ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 بالبرکت نظر کرتے ہیں یعنی یہ کیا ثابت ہو گیا کہ کلام کسی کسی شخص کی طرف منتسب ہیں کہ
 علامہ کا یہ تالیف منسوب ہو کر ہے یا اسے کسی شخص کی طرف منسوب نہ ہو کر اسے کلام ہے
 یہ فیصلہ ہے جو اسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا ہے اور اسے کسی شخص کی طرف
 اسے فیصلہ ہے جو اسے حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا ہے اور اسے کسی شخص کی طرف

تالیف مخلوقات کہ اس میں نقل نہیں تو ہرگز تالیف کتابت سے کہلا رہا ہے کہ کلام
 انصاری سے کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 کی کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے
 سادہ و سلیس عبارتوں اور کلمات میں مشرق و مغرب کے کلامات سے مشرق و مغرب کے کلامات
 بعض اصغر بعض کبیر بعض اوسط بعض عظیم بعض کمال بعض حق بعض باطل بعض حق بعض باطل
 یہ حق ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 حضرت کمال حق کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 کسی صورت کے ساتھ پہلے تو اس کو تسلیم کر لیتے تھے کہ حق تعالیٰ شاہد ہے کہ حق تعالیٰ شاہد ہے کہ حق تعالیٰ شاہد ہے
 کا یہ پرکار ہے فقط انہما علی کلام حق کی وجہ سے اس کے نزدیک سبیل اللغات
 ہے جس کی کیفیت ہم میں پہنچی ہے اور اب اس کی کلام سے بھی بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 بھی لا حق نہیں ہوتا ہے یہ اور ہے کہ حضرت ابو جعفر علیہ السلام نے تالیف کیا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 کا اصل یہ بھی ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 محنت کرنا کسی اور نام سے نہیں ہوتا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 یہ عقیدہ ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 فرماتے ہیں کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 حق بات کہ صاحب کمالہ سے تالیف کیا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 چاہتے ہیں کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 اور حسب تحریر ہے وہ کہیں متحول اور گنبدی ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 کہ وہ ان لطائف کو کہ کسی کلام کو حسب باطن کی کلام نہیں کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے
 ہوا کہ کلام ہے اور ان کے کلام کو حسب کمالہ سے تالیف کیا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے بطریق رسا ہو کر کہلا رہا ہے کہ کلام حضرت ابی جعفر علیہ السلام سے

و صاحب کلام دان کے جمادات کا بار و چار ثابت کر چکا ہے اور وہ بتلیو کذب کلام
 عقل کا انتفاع و ان کی چوٹی قابل تسلیم نہیں اور یہ ہے کہ اگر کسی کا نفس
 کے ساتھ اعتقاد ہے اسکا اعتقاد ذاتی کذب و شکاک کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتا
 اور جس کا نظم کسی کے کلام پر جو مشق و اوقات بالعموم بتلیو کر کے ہیں اس کے ساتھ کلام
 عقلی کا حصول کلام میں غرض ہوا قابل قبول نہیں چنانچہ یہ کلام و مفصلہ اس میں ہر جگہ
 میں کلام دان سے اس کے نظر کرنے کے بعد یہ عرض ہے کہ حضرت مولانا شہید اور
 ان کے اتباع و صحابہ فرما رہے ہیں کہ وہ تو نقل کا نام نہ کر رہے ہیں بلکہ ان باتوں سے
 اب یہ حقیر و ضلالت سے بالخصوص اس کا اعتقاد ذاتی کرنا ثابت نہیں ہوا چنانچہ کلام
 و تصانیف و دعای حضرت مولانا میں کوئی عقل نہیں اور اگر وہ بعض اہل حق و حقائق
 مستقل سے حضرت شہید پر وہ ان سے منسوب کئے ہوئے ہیں نہیں ہو سکتا اور اگر وہ کلام
 سے اعراض کر کے یہی فرماؤں کہ وہ ان بتلیو کا ذکر و شک کلام لکھی کہنا ہرگز درست نہیں
 تو یہی سچی چوٹی ہر جگہ میں اس طرح و باقی حضرت مستقل ہیں چنانچہ دلیل سے عقلی نظر
 کر کے وہ عقلی حقائق سے کرنا وقتیا کر کے ہیں اور عرض کر کے میں کہ عقلی اس کا
 میں قساح ہے آپ جیسے اور پر ہے مگر ان صاحبوں کو عقلی کلام سے کہ حضرت مولانا
 اور ان کے اصحابین کہ وہ ان کے اصلاح و اہل سنت کہنے سے ثابت ہوا ان کے یہاں
 کہ کلام کا مطلب بہت درست ہے فقہاء ایک لغت میں قساح سے مراد ہے چو کہ کتب
 اہل نقل و نقل کی کلام میں یہ استعمال موجود ہے اس لئے مولانا اور ان کے اتباع بھی ان
 قساح میں مبتلا ہو گئے ہیں اس ترصاحب ہمارا کو بھی کوئی اور جواب نکالیں
 ان کے اشارہ و ہم سے بعد یہ قبول کر لیا اور یہ صاحب غلط ہے کہ یہ صاحب تسلیم
 اس سے نہ تو عقلی و نہ عقلی اور نہ ہی عقلی کہنے کو جبکہ چاہیں مذہم نہیں ان بات
 پر کہی ہوگا ان میں عقلی نہیں ہے شعر و دیوان اگر نہیں ہیں تو ہم جو گایاں میں ہیں
 میں مطلب سے مطلب سے اور چاہیں ہیں کہ میں دبا ہو گیا خوب عقلی ہوگا کہ
 ہم جن کے اسکا ذاتی اعتقاد ذہنی کے عقائد میں صاحب ہمارا اس امر کی عقلیت

کو عقلی حقیر و صاحب کے مخالف نہیں سمجھتے اب صاحب کلام فرمایا ہیں سچ سمجھ کر
 فرمایا ہیں اور یہ امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ صاحب ہمارا کے اشارہ و بعض صاحب
 جماعت کلام کذب و قدیم و بدی نہیں ہے اور اس امر میں ہر شے زیادہ وہ ہمارا عرض
 ہم نے قراب الکناب نقصان و نقصان علی اللہ تعالیٰ عالج کے ذریعے تا یقین کلام کلام
 ہر بات نسبت الی الراجح متفق کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے کسی طرح قابل قبول نہیں ہو سکتا
 کیونکہ وہ وہ صورت ان بتلیو کا ذکر و مشق و مذہب نہیں تا یقین نہیں تو ہمارے عرض میں
 عقلی کا نام ہم وہ کلام میں ہوا میں ہر جگہ میں اس عقل سے بعد ہے کہ تا یقین کہ وہاں تو
 عقائد و ان لیا جائے اور اس کے چکر کا کلام ذاتی ثابت کیا جائے اس کا حاصل اس کا ہمارا
 کلام طغیان فرما کہ کلام عقلی ہر جگہ میں اس کا معلوم کلام ہر جگہ میں اس کا عقلی ہے شک نہیں ہے
 یکساں میں اس کا صورت تا یقین ہے کہ اگر وہ ایسی ہیں کہ کلام با عقل موجود ہیں یا ہر جگہ
 ان کا واسطہ عقلی و منطقی ہر جگہ میں ایک دستور ہے کہ امر چنانچہ جن صاحبوں نے یہ فرمایا
 ہے ان کی اکثری کلام میں ان تصدیق و اعتقاد ان موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ
 خاص کلام و اقوال کا حال بیان کرنا مستند ہے عقلی کلام عقلی کی کسی سے یہ تعریف
 نہیں فرمائی چنانچہ عبادت تا عقلی عقلی چو کہ یہ عقلی ہے اس طرح میری عرض کے
 مستند ہے اور ذرا عقل ہمارا کلام عبادت عقلی کو غلط کہنا محض بدیہ و دوری ہے چنانچہ
 عقلی کا یہ مطلب ہے کہ جس نے کلام عقلی کو کلام نفس کے لئے لیا کہ اعتقاد کذب کلام
 عقلی کے اعتقاد کو تسلیم کرنے کے بعد کہنا اعتقاد اور اب اس کے ذریعے سے کذب کلام
 عقلی کی ثابت کرنا مستند اور اس کا جواب صاحب ہمارا نے بھی نہیں یا عقلی
 کلام سچ و خیر و خیر و عقلی عقائد عقلی نقل فرمائی ہیں جن سے قرآن و شریف کے الفاظ کا
 کلام عقلی پر دل ہونا ثابت ہوتا ہے کہ کسی نے نہیں کہا عقلی الفاظ کلام عقلی
 انہی کو کہتے ہیں جن میں پر دل ہونا عبادت اول تو عقلی مذکور ہے دما کو کلام
 عقیدہ جب صاحب ہمارا تفصیل فرمائی ہیں گئے ہر جگہ میں اس کی کیفیت مفصلہ انشاء و
 عرض کر دیتے اور اگر عقلی ہیں تو بھی یہ نہیں فاضل عقلی کی یہ عرض ہو کہ اس

اعتدال کا تحقیق ذات موضوع کے لئے ضروری نہیں اور غلط فہم یہ ہے کہ یہ قیاس کو باطل بنا کر
 اور حرام پر مبنی ہے کہ اس حالت انہماک و عدم انہماک میں کلام غلطی کی حیثیت ذات مقولہ ہے
 حق یہ قیاسیہ کہ کلام غلطی کا ذب بالکلام چھوڑ کر کلام کا جو حالت انہماک میں ہے اس پر قیاس کرنا کلام
 کلام غلطی کا کلام غلطی کو محض بالذات کہہ کر چاہئے نہیں بلکہ غلطی بالذات کلام غلطی کی بالذات
 مستحقہ کلام درست سے جو حالت درج میں مستحقہ بالذات انہماک بالذات ہو یا کسی کلام غلطی کو بالظہار
 الی بالذات ممکن لکھ کر کہتا ہے کہ اگر جو حالت انہماک میں ہے جو کلام غلطی کا جو کلام غلطی
 میں غلطی کے لئے اس کلام کا اصل پر محال ہو چکا ہو کہ حسب ضابطہ انہماک علی کلام
 انہماک جیسا مفہوم کلام غلطی میں داخل ہے اس سے زیادہ مفہوم بالذات میں صحت کو مقرر ہے
 اور یہ کلام غلطی کا غلطی علی کلام غلطی میں اس قیاس سے اس سے کہ لازم و تقاضا میں ہے
 غلطہ بالذات علی کلام غلطی میں اس قیاس سے اس قیاس سے اس قیاس سے اس قیاس سے اس قیاس سے
 نہیں بلکہ جو کلام غلطی میں اس قیاس سے اس قیاس سے اس قیاس سے اس قیاس سے اس قیاس سے
 خطاب بالذات کی کلام غلطی میں صحت ذاتی نہ ہو بلکہ کلام غلطی سے متعلق ہو اور اب کلام غلطی
 کو کلام غلطی کے صحت کو واجب بالذات موضوع نہیں کہہ سکتے اور یہ کلام غلطی
 واجب بالذات ہے اور جو کلام غلطی کا کلام غلطی بالذات ہو سکتا ہے اور جو کلام غلطی کا کلام
 صحت خود کو کلام غلطی کی صحت سے قیاس کرنا بھی غلط نہ تھا شے سے امور و زوایا
 حقیقیہ قیاسیہ کو امور و زوایا علیہما علی اعتبار قیاسیہ قیاس کرنا کہ کلام غلطی کا قیاسیہ صحت سے اگر
 اختلاف درجہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 یہاں تھا اور قیاسیہ کو کلام غلطی میں قیاسیہ کو کلام غلطی میں قیاسیہ کو کلام غلطی میں
 چھوڑنا اعتبار و اصطلاح کے مستحق ذاتیہ میں غلطی کے لئے نہیں اور جو کلام غلطی کا کلام
 انہماک لازم کے مستحق بالذات نہیں اس لئے درجہ میں قیاس میں تھا جو کلام غلطی کو کلام
 صحت سے خارج کر کے ضروریہ میں لے کر اور حسب ضابطہ کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 میں قیاسیہ علیہما علی اعتبار قیاسیہ قیاس کرنا کہ کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 معلوم کرنا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام

انہماک کو بالذات کہتا ہے کہ اگر جو کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 کے نزدیک صحت کا امور و زوایا علیہما علی اعتبار قیاسیہ قیاس کرنا کہ کلام غلطی کا کلام
 کہہ کر کہتا ہے کہ اگر جو کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 اور قیاسیہ بالذات درجہ میں بالذات کہہ کر کہتا ہے کہ اگر جو کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 ہے لیکن بھی یہ قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 حقیقت کا قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 حقیقت کے لئے سبب و علت ہوتا ہے کہ اگر جو کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 عدل و غیرہ ذات مقولہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 واحد و غیرہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 و غیرہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 کہ اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 اور یہ کلام غلطی میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 سبب و علت ہے کہ اگر جو کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام غلطی کا کلام
 سے امور و زوایا میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 کے لئے علت و سبب ہو تو اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 اضافات کے قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 جو قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 اور اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 جو قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 جو قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں
 جو قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں اس قیاسیہ میں

میں کتب پر تھوڑا قدریم ہونے کی وجہ سے اس میں نہیں ہر کتاب مفاترہ اضافہ واجب تھا
 مثل کتابت و معدیت وغیرہ کا تبدیل و انقلاب بدلنے کے نزدیک سلم ہے تو وہ اس میں
 اضافہ و صفات میں انقلاب نہ کہ بغیر میں اہل قابل تسلیم ہونا چاہئے الخمد للہ
 کہ سب سے قدیم و حدیث کلام نقلی جسکو وہ لغت بحوالہ کی تحقیق و تفریق کا ثمرہ حاصل کر کے
 رسالہ کا کرنٹنٹس کے پورا پورا کر دیا اور اس کا جواب تفصیل سے درج کر چکا ہے
 ملاحظہ کے بعد دانشا و اسرار غم و انصاف سمجھیں گے کہ یہ وہ مصنفین کی خاصیت
 اور طوالت سے اہل حق کو کوئی حضرت نہیں ہوئی اور نہ اس قسم کی باتوں سے لگے
 قریب میں مقررہ وقت و ظاہر ہو سکے الخمد للہ اللہ تعالیٰ ہمداناً
 و بھلاکتا لہم شہدی لکی لا انا ہذا قال اللہ لعنہ جاکہ ت و رسول ینا بھلا

۶۶۸۹۹

حضرت مولانا مولوی رشید احمد صاحب قاضی کی تصانیف

۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰	۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵	۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵	۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰
۱	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵	۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰																																																																																

